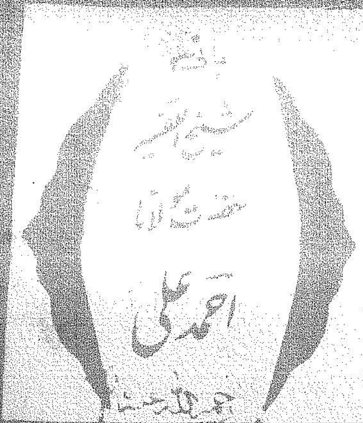
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
پاکستان



مومن بادشاہ

بادشاہ مومن نہیں تو اس کے تاج پر خدا کی لعنت ہے۔ ایک غریب مومن کی گودڑی پر خدا کی رحمت ہے۔ اس کے محل پر خدا کی لعنت اس کے چھپر پر خدا کی رحمت۔ اس کے سونے کے پلنگ پر لعنت، اس کی چٹائی پر رحمت۔ جس سے خدا راضی ہوتا ہے اس پر اس کی رحمت ہوتی ہے۔ جس سے وہ ناراض ہو اس پر لعنت ہوتی ہے۔

ملفوظات طیبات حضرت لاہوری ؒ

۲۱ جنوری ۱۹۷۰ء

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۰

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قیامت کی مزید علامتیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَۃِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَکْثُرَ الْجَھْلُ وَیَکْثُرَ الزِّنَا وَیَکْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَیَقِلَّ الرِّجَالُ وَیَکْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰی یَکُوْنَ لِخَمْسِیْنَ امْرَءَۃً الْقَیِّمُ الْوَاحِدُ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا۔ فرماتے تھے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ باتیں ہیں کہ (۱) علم اٹھ جائے گا (۲) جہالت پھیل جائے گی (۳) زنا کی کثرت ہو گی۔ (۴) شراب بہت پی جانے لگے گی (۵) مردوں کی تعداد گھٹ جائے گی۔ عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کا بار اٹھانے والا ایک مرد ہو گا۔

انسان کی غفلت بہت سی مصیبتوں کا باعث بن جاتی ہے۔ اگر انسان سوچ سمجھ کر چلے اور ہر کام سے پہلے اس کا نفع نقصان اور انجام سوچ لے تو کوئی وجہ نہیں کہ مفت کی الجھنوں میں گرفتار ہو۔ آدمی وہی ہے جو اپنے اردگرد کے حالات کو بغور دیکھتا رہے اور جہاں برائی نظر آئے اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔ کم سے کم وہ یہ تو کر ہی سکتا ہے کہ اپنے اعمال کا سختی کے ساتھ جائزہ لے اور اگر کوئی ایسا کام نظر آئے جس سے دنیا میں برائی پھیلنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے تو اس کو فوراً ترک کر دے۔ اگر اپنے اندر کوئی ایسی عادت نظر آئے جس سے نقصان کا اندیشہ ہو یا اس کی دیکھا دیکھی دوسرے اس میں پھنسنے لگ جائیں تو اس کی اصلاح اپنا انسانی فرض سمجھے اور یاد رکھے کہ ایسا کام کرنا جس سے اپنے آپ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا دوسروں کے بگڑنے کا خطرہ ہو اسلام نے حرام قرار دیے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقعہ پر لوگوں کو یہی سکھلاتے ہیں کہ ایسے کام نہ کرو۔ جس سے تمہیں دوسروں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو ایسے کاموں کا اور ایسی باتوں کا علم ہو جو انسان کے لیے مضر ہیں کیونکہ جب تک کوئی کسی چیز کے نقصان سے آگاہ نہ ہو گا اس سے کوشش نہیں کر سکتا۔ مضر چیزوں میں پھنسا رہنا انجام کار تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

یہی بات اس حدیث میں بتائی گئی ہے۔ انسان کے لیے مفید، نقصان دہ کاموں، عادتوں اور باتوں کے جاننے کا نام ہی علم ہے۔ علم اٹھ جانے کا مطلب یہی ہے کہ انسان اندھا دھند برے کام کرنے لگے۔ جہل پھیل جانے کا مطلب یہی ہے کہ اچھی باتوں کے سکھانے والے اور بری باتوں سے روکنے والے دنیا سے اٹھ جائیں۔ اس کے بعد سوا اس کے اور کیا امید ہو سکتی ہے کہ عنقریب دنیا ختم ہونے والی ہے۔ بڑے بڑے گناہوں کی کثرت مثلاً زنا، جوا، شراب اسی بات کی علامت ہے کہ اچھی باتوں کے جاننے اور بتانے والا کوئی نہ رہا۔ لوگ بری باتوں کو اچھا سمجھ کر کرنے لگے۔ اسی سے پہلی مصیبت یہ آتی ہے کہ مرد جن پر اصلاح کا دار و مدار ہے کم ہوتے چلے جاتے ہیں اور عورتیں جو عموماً جذبات کا شکار جلد ہو جاتی ہیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

جس وقت یہ علامتیں نمودار ہونے لگیں یقیناً دنیا کا خاتمہ قریب سمجھنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۲ شمارہ نمبر ۳۵

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

◎ مولانا محمد اجمل

◎ زاہد الراشدی

◎ [illegible]

بدل اشتراک

سالانہ [illegible]

ششماہی [illegible]

سہ ماہی [illegible]

فی پرچہ ایک روپیہ

اے اللہ! ہماری مدد فرما

بھٹو صاحب نے ڈرامائی طریق سے انتخاب کا اعلان کر دیا —— یہ کوئی نئی بات نہیں ہر کام اور ہر معاملہ میں ان کی روش یہی رہی ہے چنانچہ انہوں نے اپنی روایت کے مطابق ہی کرنا تھا اور کیا —— اعلان ہوتے ہی حزب اختلاف کے تمام قائدین لاہور پہنچ گئے نہ صرف خود بلکہ اپنی اپنی جماعتوں کی مجالس عاملہ کو بھی یہاں بلا لیا۔ پارلیمانی بورڈ کے ممبران بھی تشریف لائے البتہ نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی کا اجلاس کراچی میں ہوا۔

قارئین جانتے ہیں کہ ایک متحدہ محاذ پہلے سے موجود تھا جس میں جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی، جماعت اسلامی، خاکسار تحریک اور مسلم کانفرنس شامل تھیں۔

نیشنل ڈیموکریٹک پارٹی، تحریک استقلال اور جمعیۃ علماء پاکستان محاذ میں شامل نہ تھیں۔ البتہ آخر الذکر دو جماعتوں کا آپس میں انتخابی اتحاد تھا۔

محاذ میں شامل جماعتیں کوشاں تھیں کہ باقی جماعتیں بھی اتحاد میں شامل ہو جائیں اور اس طرح وسیع تر بنیادوں پر متحد ہو کر ملک میں سیاسی جنگ لڑی جائے۔ یہ جماعتیں اس کی ضرورت و اہمیت کی قائل تھیں۔ انہیں بھی اتحاد عزیز تھا۔ تاہم کچھ شرائط تھیں —— اس موقعہ پر تین چار دن تک آپس میں مذاکرات ہوتے رہے۔ بالآخر قومی اتحاد کے نام پر ایک پلیٹ فارم قائم کرنے کا اعلان کر دیا گیا —— یہ اعلان ایک پریس کانفرنس میں ہوا جس میں تمام جماعتوں کے ذمہ دار حضرات موجود تھے۔ ایک ہی انتخابی نشان "ہل" اپنانے کا اعلان ہوا۔ نشستوں کی تقسیم کا فارمولا طے ہو گیا اور پھر وہ بات طے ہو گئی جس کا طے ہونا ضروری تھا۔

یہ خبر —— یعنی خبر اتحاد کتنی حوصلہ افزا ہے، کتنی خوش کن ہے۔ اس کا اندازہ ملت کے ہر بہی خواہ کے احساسات اور اس کی گفتگو سے لگایا جا سکتا ہے ہمارے قائدین نے انتہائی نازک موڑ پر جس بالغ نظری، تدبر اور دوراندیشی کا مظاہرہ کیا۔ وہ اپنی مثال آپ ہے —— آج سب کے سامنے ایک ہی سوال ہے یعنی ملک کی خدمت —— اور سبھی بھول گئے اپنی جماعتوں کو —— اپنے ذاتی مسائل کو —— اسی پر بس کہا جائے گا۔

ع ~ ایں کار از شما آید و مرداں چنیں کنند

ادھر اسمبلیاں ٹوٹ چکی ہیں۔ حکومتیں محض "نگران حکومتوں" کے طور پر باقی ہیں۔ اور تھوڑے دنوں کا قصہ ہے ۷ مارچ کی شام کو فیصلہ ہو جائے گا اور یوں بھٹو شاہی کا ایک دور ختم ہو جائے گا۔

حزب اختلاف کے معزز قائدین نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ——— اب جماعتوں کا فرض ہے ——— کارکنوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے قائدین کے اعلان اتحاد کو ایسا رنگ دیں کہ دنیا تسلیم کرے کہ واقعی اتحاد ہوا ہے۔

آج ہم کو حزب اختلاف کے ایک عظیم رہنما مولانا مفتی محمود کی وہ بات یاد دلانا چاہتے ہیں جو انہوں نے پاکستان مسلم لیگ ہاؤس میں منعقدہ قومی کنونشن کے موقعہ پر فرمائی تھی کہ:

"مجھے اس بات سے خوشی ہوگی کہ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکن جمعیۃ علماء پاکستان کے لیڈروں کا خیر مقدم کرنے میں سب سے آگے ہوں۔ جماعت اسلامی کے ورکر مسلم لیگ کے رہنماؤں کو آگے بڑھ کر خوش آمدید کہیں وغیرہ ذالک۔"

حقیقی اتحاد یہی ہوگا اور اسی میں برکت ہوگی۔ خیر اور بھلائی اسی سے وابستہ ہے۔

ان سطور کے سامنے آنے تک یا ایک آدھ دن بعد "متفقہ امیدواروں" کے نام سامنے آ جائیں گے۔ تھوڑے دنوں میں ہمارے جی دار اور بہادر ورکروں کو بہت کام کرنا ہوگا۔ لیکن آپ حسن کارکردگی، خلوص، ایثار اور قربانی کی وہ مثال قائم کریں کہ ظلم و تشدد کے رسیا خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں۔

حکمرانو!

اب تم محض "نگران" کا فرض سرانجام دے رہے ہو۔ تمہیں چاہیے تھا کہ اقتدار عدالت عالیہ کے سپرد کر دیتے یا قومی حکومت بنا دیتے۔ تم نے ایسا نہ کیا۔ لیکن اب تم پر لازم ہے کہ بلا تاخیر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہو انتخاب کے لیے مناسب فضا پیدا کرو۔

آج ہنگامی حالات کا نفاذ بے جواز ہے۔ ڈی پی آر جیسے سیاہ قوانین ایک زندہ قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ اس ٹیکے کی سیاہی کو دھونا تمہارا فرض ہے۔

عدالتوں کی موجودگی میں سپیشل عدالتوں کا قیام و اہتمام کسی بھی اصول سے صحیح نہیں۔ تم خوب جانتے ہو کہ آج کتنے رہنما اور ورکر جیل میں ہیں۔ ان کو رہائی دیئے بغیر تمہارے دعوے اور وعدے کس کام کے ——— دفعہ ۱۴۴ کیوں ہے؟ اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی قوم کی ملکیت ہیں وہ قوم کے سپرد کرو۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ ان ذرائع ابلاغ میں ½ حصہ پی پی پی کو ملنا چاہیے اور ½ حصہ قومی اتحاد میں شامل نو سیاسی جماعتوں کو۔ تب تم دیانت دار کہلانے کے مستحق ہو گے۔

تمہارا فرض ہے کہ بند کیے گئے اخبارات و رسائل فوراً واگذار کرو۔ اور صحافی رہا کر کے عوام دوستی کا مظاہرہ کرو۔

اب تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ سرکاری عمارات، سرکاری اہلکاروں اور سرکاری اعزازات کو بحق پارٹی استعمال کرو ——— کرو گے تو سوچ لو کہ اللہ کے یہاں تمہارا کیا مقام ہوگا اور تاریخ کے صفحات میں تمہیں کس عنوان سے یاد کیا جائے گا۔

نگران حکمرانو!

وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ بہت گزر چکا تھوڑا باقی ہے۔ اس صفحہ گیتی پر بڑے بڑے کجکلاہ آئے۔ لیکن آج وہ کہاں ہیں۔ زمانے نے ان کو بھلا دیا اور وہ محض تاریخ کا ایک حصہ بن کر رہ گئے لیکن وہ بھی ایسے کہ ان کے پڑھنے سننے سے گھن آتی ہے، وہ نفرت کا نشان ہیں۔ حقارت کا نشان ہیں، ظلم کا نشان ہیں اور بس۔

ایسے میں ہماری آپ سے استدعا ہے۔ خلوص سے اور ملک و ملت کی سلامتی کی غرض سے کہ آپ انتخابی معرکہ میں اس طرح آئیں کہ مخالف فریق کو شکوہ نہ ہو بصورت دیگر دھن، دھونس، دھاندلی کی بنیاد پر تعمیر ہونے والا

(باقی پر)



بدعہد
دھرتی پر بدترین قسم کے جانور ہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ؕ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ؕ

صدق اللہ العظیم ۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳۴ کا ایک ٹکڑا تلاوت کیا گیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

"اور پورا کرو عہد کو ، بے شک عہد کی پوچھ ہوگی"۔ (حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ)

یعنی اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ عہد و پیمان جو کر لیا اس کو پورا کرنا ازبس ضروری ہے اور اس احساس کے ساتھ کہ اس کی بھی قیامت کے دن پوچھ ہوگی اس کو پورا کرے ۔

عہد سے مراد

اس عہد سے کیا مراد ہے ؟ ہر وہ وعدہ ، عہد ، پیمان اس میں شامل ہے ۔ جو کسی بھی درجہ کا ہو اور کسی سے بھی کیا جائے بشرطیکہ شریعت کے خلاف نہ ہو ۔ مثلاً ایک آدمی کسی سے گفتگو نہ کرنے ، کسی سے صلہ رحمی نہ کرنے یا اس قسم کی بات کہتا ہے ، تو یہ شرعاً غلط اور اس قابل ہے کہ اس کا عملاً ازالہ ہو

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"اس میں سب عہد داخل ہیں خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں"۔

حضرت شاہ صاحب (شاہ عبد القادر دہلوی علیہ الرحمہ) لکھتے ہیں کہ :

"کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا ، اس کا وبال ضرور پڑتا ہے"۔

بندوں کے عہد

بندے کے عہد کئی قسم کے ہیں جو اس نے کئے ۔ لیکن بدقسمتی سے ان کو پورا کرنے کا احساس و خیال کم ہی ہے مثلاً

عہد الست

وہ عہد ہے جو سب سے پہلے انسانی ارواح نے کیا جب اللہ رب العزت نے یہ پوچھا اور سوال کیا :

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ کیا میں تمہارا رب ہوں ؟

قرآن کریم نے انسانی ارواح کا جواب نقل فرمایا :

قَالُوْا بَلٰی کہ ہاں اے ہمارے اللہ تو واقعی ہمارا رب ہے ۔

اندازہ لگائیں یہ کتنا عظیم عہد ہے جو بندوں نے اپنے خالق سے کیا لیکن حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ اس عہد الست کی پاسداری کا احساس بہت کم لوگوں کو ہے اور آج اس دنیا میں ہمیشہ کی طرح ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو خدا کی بزرگ و برتر کی مخالفت ، اس کے ساتھ شرک اور اس کے احکامات و فرامین کی مخالفت میں وقت گزار کر خطرناک قسم کی بدعہدی کر رہے ہیں اور سوچتے نہیں کہ

بدعہدی کا وبال اور انجام کیا ہے ؟

بدعہدی کا انجام

قرآن حکیم نے نویں پارہ میں فرعونیوں کا ذکر کیا کہ وہ کس طرح بدعہدی و غداری کا مسلسل ارتکاب کرتے رہے اور جونہی ان کی یہ حالت ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آکر درخواستیں کرنے لگے لیکن آخر تباہی کا وقت آیا۔ اور وہ عبرت کا نمونہ بن گئے۔ اسی طرح دسویں پارہ کی ابتدا میں بدعہد و غدار لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو دھرتی کے بدترین جانور قرار دیا۔ رہ گئی قیامت، تو وہاں بدعہد و غدار لوگوں کے ہاتھ جھنڈا ہوگا۔ جس سے وہ پہچانے جائیں گے اور ساری دنیا کی موجودگی میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ارشاداتِ نبوت

بدعہدی کے متعلق نبی امی علیہ السلام نے بہت کچھ فرمایا۔ مختصراً اتنا ہی سن لیں کہ آپؐ نے بدعہدی، وعدہ خلافی اور پیمان شکنی کو منافقت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا۔ اور فرمایا کہ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور اپنے کو مسلمان سمجھنے کے باوجود بھی وہ آدمی منافقت کا شکار ہے جو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

منافقت کا وبال

اور آپ جانتے ہیں کہ منافقت کا وبال کتنا عظیم و شدید ہے۔ خود قرآن نے منافقوں کے لیے عذاب الیم کی خبر دی۔ (بقرہ) فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ خداوند قدوس ان کے اس عمل بد اور مکروہ سوچ کا وبال خود ان پر ڈالے گا (نساء) یہ بھی قرآن میں موجود ہے کہ :-

"جہنم کا پست ترین طبقہ ان کا ٹھکانا ہوگا"۔

اور حضور علیہ السلام نے منافق کو اس بکری سے مشابہت دی۔ جو ریوڑ کے اندر کبھی ادھر دوڑتی ہے کبھی اودھر (مسلم)

یہ ارشادات جو قرآن و حدیث سے پیش کئے گئے ہمیں دعوت فکر دیتے ہیں کہ ہم اپنا چہرہ ان کی روشنی میں دیکھیں۔

ہماری حالت

آج ہمیں اپنی حالت پر نظر کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے برصغیر کی عظیم سلطنت کا مالک ہمیں بنایا تھا لیکن آخر ہم غلامی کا شکار ہوئے اور ظاہر ہے کہ یہ عتاب تھا، امتحان تھا اور بدعملیوں کی شامت تھی۔

آگے چل کر ہمارے رہنماؤں نے ایک خطہ زمین علیحدہ کرنے کا نعرہ لگایا اور بانگ دہل خدا اور خدا کی مخلوق سے یہ وعدہ کیا کہ اس خطہ کو "اسلامیت" کی آماجگاہ بنایا جائے گا، یہاں اسلام کا نظام عدل ہوگا، اسلامی تہذیب، ثقافت، تمدن، تعلیم، معاش و معاشرت سب کچھ ہوگا، لیکن وہ وعدہ پورا ہوا ؟

پاکستان کے فوراً بعد

یہاں مرزائی اور ہندو اور عیسائی دنیا کے ذمہ دار لوگوں کو اہم ترین مناصب پر فائز کیا گیا جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :-

لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۔ کہ اللہ کافروں کو مومنوں پر غلبہ کی راہ نہ دے گا۔

لیکن یہاں کے برخود غلط "مومنوں" نے دعویٰ ایمان کے باوجود خود اس قسم کے افراد اپنے اوپر مسلط کئے اور اس طرح اسلام کے ایک واضح حکم کی نافرمانی کی۔

باقی اسلام کہاں ہے ؟ اس کا جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ پارلیمنٹ، عدالت، منڈی، بازار اور کھیت کہیں بھی تلاش کریں ؟ اسلام کا نام ہر جگہ ہوگا، مناسب حال قرآن کی آیتوں کے کتبے ہر جگہ لکھے نظر آئیں گے۔ لیکن عملاً اسلام کہیں نہیں ہوگا۔

دستور اور اسلام

بعد از خرابی بسیار موجودہ آئین میں مملکت کا

مذہب اسلام قرار دیا گیا لیکن شراب بند ہوئی نہ زنا پر پابندی لگی، جوا سٹہ علی حالہ موجود ہیں۔ نماز و زکوٰۃ کا قطعاً اہتمام نہیں جبکہ یہ حکمرانوں کے فرائض میں شامل ہیں۔ نیکی کی ترویج اور برائی کا قلع قمع حکمرانوں کا دینی فرض ہے اور اسلام کا لازمی تقاضا! لیکن ؎

گنہگاری پہ پالش ہو رہی ہے
رگِ شیطاں پہ مالش ہو رہی ہے

والا قصہ ہے۔ بدی اور برائی کا ہر کام حسین انداز میں خوبصورت لیبل لگا کر کیا جا رہا ہے اور یوں شیطنت، خدا اور اس کے احکام سے بیزاری کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ قدم قدم پر خاندانی منصوبہ بندی کے بورڈ ہیں، پروپیگنڈا ہے، دوائیں ہیں اور یوں اسلام کے تصورِ رزق کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔

پردہ کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، مخلوط تعلیم عام ہے اور اس کی مسلسل حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ صنفِ نازک کو زندگی کی ہر سٹیج پر لایا جا رہا ہے اور شرم و حیا کا جوا اتار پھینکا گیا ہے۔ پھر بھی نعرۂ اسلام سے زبانیں تر رہتی ہیں۔ آخر آپ سوچیں کہ یہ کیا ہے؟

عہد الست کے بعد ہم نے لا الٰہ الا اللہ پڑھ کر ایک اور عہد کیا۔ پاکستان لیتے ہوئے ایک مزید عہد کیا، دستور کا حلف اٹھاتے ہوئے عہد کیا۔ یہ عہد خدا سے بھی ہیں اور خدا کی مخلوقات سے بھی۔ لیکن خوف ہے نہ خطر اور اس کا احساس ہی نہیں کہ ہم سے ان کا سوال بھی ہوگا یا نہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری قانونی کتاب میں

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ○

فرما کر واضح کر دیا کہ دوسری چیزوں کی طرح عہد کی بھی پوچھ ہوگی۔ لیکن ہم شاید، ؏

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کے نظریہ کا شکار ہیں جبھی تو فکر فردا سے آزاد ہیں۔ عقیدہ کی دنیا محض اس لیے نہیں کہ زبان سے خدا کے ایک ہونے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے، قرآن کے کتاب برحق ہونے کا اقرار کر لیا جائے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ اقرار بڑی عظیم نعمت ہے لیکن جو عقیدہ انسان کی زندگی میں انقلاب نہیں لا سکتا وہ عقیدہ کیسا؟

انسان کا کمال یہ ہے کہ جو زبان سے کہے اس کے مطابق عمل بھی کرے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے یہی انسانیت کی معراج ہے۔

انتخاب کی آمد اور ہمارا فرض

آخر میں میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ انتخاب کی آمد آمد ہے آج کل میں کسی وقت بھی اس کی حتمی تاریخوں کا اعلان ممکن ہے۔ ایسے میں ہمارا فرض ہے کہ خوفِ خدا اور محاسبہ آخرت سے جن لوگوں کی زندگیاں معمور ہیں ان کو اپنی قیادت کے لیے منتخب کریں یہی لوگ ہمارے مسائل حل کر سکتے ہیں اور یہی حقیقت میں ملک و قوم کے بہی خواہ ہیں۔

نا اہل قیادت

وہ قیادت قطعاً نا اہل ہوتی ہے جو اپنے پیدا کرنے والے کی فرمانبردار نہ ہو۔ مسلمان کا مقام خلیفہ کا ہے اور بس۔ اور خلیفہ و جانشین کا کام اس کے احکام کی تابعداری ہے جس کا وہ خلیفہ ہے۔

عوام یاد رکھیں

کہ انتخابی دنیا میں انہوں نے پیہم غلطیاں کیں جس کا عبرتناک انجام ہم دیکھ چکے ہیں۔ اب بھی اگر کھرے کھوٹے کی تمیز نہ کی گئی اور قول و قرار کے پکے، صحیح الفطرت، متدین اور صاحبِ نظر مسلمانوں کو نہ چنا گیا اور بدستور برادری اور اس قسم کی مصلحتوں کا شکار ہو کر انتخاب میں اپنی رائے استعمال کی گئی تو نتیجہ عبرتناک تباہی کے بغیر کچھ نہ ہوگا۔ بے نیاز خدا کی طرف سے ڈھیل کا مطلب یہ نہیں کہ دنیا حق و صواب پر ہو بلکہ اس ڈھیل میں قہر کی بجلیاں موجود ہوتی ہیں جو خوف خدا سے عاری معاشرہ کو بھسم کر کے رکھ دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طرزِ عمل کی توفیق بخشے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

پیش کش : جناب ظہور احمد صاحب ۲۴ ترتیب : علوی

احسن القصص

افادات : حضرت مولانا علامہ نُورالحسن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

تعبیر میں فرماتے ہیں۔ تزرعون سبع سنین دابا، میاں تم جس طرح کھیتی باڑی کرتے ہو اور ظاہر ہے کہ ملک مصر کھیتی باڑی کا ملک ہے جس طرح تم کھیتی باڑی کرتے ہو آئندہ سات سالوں تک کھیتی باڑی کروگے۔ اور ساتھ میں تمہیں ایک تدبیر بتاتا ہوں، یوں کرنا کہ جب فصل کو کاٹو تو اس کو کھلیان پر لے جاکر جو روندتے اور گاہتے ہیں وہ نہ کرنا۔ اناج کو بالوں کے اندر رہنے دینا۔ ہاں گزارہ کیسے کروگے؟ اگر سارا اناج اسی کے اندر ہی رہا تم کہاں سے کھاؤگے؟ جتنی ضرورت ہوگی اتنا تو ٹھیک ہے اناج نکال لینا باقی بالوں کے اندر رہنے دینا۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آئندہ سات سال بڑی پیداوار کے ہوں گے۔ کیونکہ یہ گائیں بڑی موٹی ہیں ۔ یہ سات سال ہیں جو پیداوار کے ہوں گے لیکن بھوسہ اور گندم علیحدہ نہ کرنا، گندم اندر ہی رہنے دینا۔ اس کا سبب یہ ہوگا۔ کہ گلے سڑے گا نہیں اس کو گھن بھی نہیں لگے گا، اس طرح سات سال تک گزارہ کرنا جب یہ گزر جائیں پھر۔

ثم یاتی من بعد ذالک الخ ان سات سالوں کے بعد جو خوشحالی کے ہیں اپھر جو سات سال آئیں گے بڑے سخت ہوں گے۔ بڑا سخت قحط پڑے گا۔ اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اتنا بڑا قحط روئے زمین پہ کبھی نہیں پڑا جس کا حوالہ قرآن نے دیا۔ اور بنو اسرائیل میں تو یہ روایت چلی آرہی ہے کہ ملک مصر یا حجاز یا شام اور فلسطین تک ہی محدود نہیں روئے زمین پر جہاں تک انسان تھے قحط سالی کا شکار ہو گئے تھے۔

وہ جو یہ نے مشورہ دیا ہے کہ خوشحالی کے سالوں میں ضرورت سے زیادہ جو اناج ہو اسے بالوں میں رکھنا، جب یہ سات سال آئیں گے تو تم اسی غلّہ کو کھانا شروع کر دینا جو پچھلے سات سالوں میں جمع کیا تھا۔ لیکن چاہے تم نے بہت جمع کیا ہوگا لیکن اناج کی اس وقت میں ضرورت اتنی زیادہ ہوگی کہ بعد میں آنے والے سالوں میں پہلے سالوں کا اندوختہ کھا جاؤگے، ہاں اگر کچھ بچا لوگے بیج کے لیے تو بچا لو، جیسے کسان پیٹ کاٹ کر بھی اس کے لیے بچاتا ہے تو ممکن ہے باقی سارا ذخیرہ کھالوگے۔ اور اسی طرح سات ہری بالیں خوشحالی کے سال ہیں اور سوکھی قحط کے سات سال ہیں، جب یہ چودہ سال گزر جائیں گے تو اگلا پندرھواں سال ایسا ہوگا کہ فیہ یغاث الناس الخ اس میں لوگوں پر بڑی بارش ہوگی۔ دریائے نیل بہت چڑھے گا۔ یغاث اگر غیث سے مانا جائے تو عربی میں غیث بارش کو کہتے ہیں اور اگر غیث کی بجائے غوث ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں فریاد رسی کے! تو مطلب ہوگا اس میں لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی۔ اور اس سال میں وہ لوگ پھل پھول نچوڑیں گے۔

دیکھیں عصر کے ایک معنی نچوڑنے کے ہوتے ہیں جن سے نچوڑتے ہیں ان کو معصرہ کہتے ہیں۔ نچوڑنے کا آلہ۔ پھل کو نچوڑتے ہیں۔ اس سے رس نکلتا ہے، دانہ کو نچوڑتے ہیں اس سے تیل نکلتا ہے۔

اچھا یہ جو ہم گائے، بھینس سے دودھ نکالتے ہیں۔ یہ بھی نچوڑنا ہی ہے۔ کہنا یہ ہے کہ یہ پندرھواں سال جو ہوگا اس میں بہت خوشحالی ہوگی، ہر طرح کا پھل ہوگا، پیداوار ہوگی۔ دانوں سے تیل نکل رہا ہے پھلوں سے رس نکل رہا ہے۔ اور یہ جو دودھ والے جانور ہیں ان کے تھن نچوڑے جا رہے ہیں، ان کے

(باقی ۱۲ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

اللہ کا ذکر دلوں کا صیقل ہے

شیخ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدھم

بعد از حمد والصلوٰۃ :

گزشتہ جمعرات کسی صاحب کے سوال میں ذکر الٰہی سے متعلق چند گزارشات پیش کی تھیں اور عرض کیا تھا کہ ذکر در اصل دل میں یادِ خدا اور نامِ خدا کو جمانے کا ایک ذریعہ ہے۔

دیکھیں قرآن سمیت تمام آسمانی نوشتوں میں مقصدِ انسانیت

اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

فرمایا گیا ہے یعنی خدا کی عبادت و بندگی۔ بلکہ اس کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کام کے لیے ہے۔

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب ہی اللہ کی تسبیح میں مشغول ہے۔

ضروری نہیں کہ ہم سب کی تسبیح سنیں سمجھیں۔ ہم تو ایک دوسرے کی بولی نہیں سمجھ سکتے۔ باوجودیکہ انسان ہیں۔ اور ایک آدم کی اولاد۔

تو جب ساری مخلوق اور اس کا ذرہ ذرہ اسی کام میں منہمک ہے تو انسان جو کائنات کا دولہا ہے اس کو اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیے۔

انسان میں سب سے زیادہ اہم دل ہے اور اسی پر اصلاح اور بگاڑ کا دار و مدار ہے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کا مشہور ارشاد ہے کہ :

"انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے وہ صحیح ہوگا تو سارا جسم صحیح ہوگا وہ غلط اور بگڑا ہوا ہوگا تو سب جسم برباد! فرمایا وہ دل ہے"

جب دل اتنی مرکزی چیز ہے تو اس کی فکر سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔ دنیا میں رہ کر انسان کا دل متاثر ہوتا ہے، اس پر زنگ چڑھ جاتی ہے، میلا پڑ جاتا ہے اس کے میلے پن اور زنگ کو دور کرنے کا ذریعہ جناب نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ ذکر ہے۔

لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالٌ وَصِقَالُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ۔

اس کے بعد بطور پرہیز انقطاع عن الخلق اور اعتماد علی اللہ بہت ضروری ہے۔ رزق حلال کا اہتمام ضروری ہے کہ حرام لقمے قلب انسانی کے بگاڑ کا سب سے موثر ذریعہ ہیں۔ اور اہل اللہ کی شان تو یہ ہے کہ ان کا ایمان وجدان اور بصیرت حرام کو معلوم کر لیتی ہے اور ایسا لقمہ اندر ٹھہر نہیں سکتا۔

حضور علیہ السلام کے فرائض میں "دل کا صیقل" کرنا شامل تھا۔ وہی فرض اہل اللہ اور اکابر صوفیاء ہر دور میں ادا کر رہے ہیں۔ نقشبندی، چشتی، قادری اور سہروردی یہی کچھ کر رہے ہیں۔ ذکر و فکر، مراقبہ وغیرہ سب ذرائع ہیں۔ ان ذرائع کو اپنے اپنے طور پر سے استعمال میں لایا جا رہا ہے اور مقصد صرف یہی ہے کہ بندہ خدا کا ہو جائے اور بس۔ بقول اقبال ؎

نہ تو زمیں کے لیے نہ آسماں کے لیے
جہاں ہے تیرے لیے تو نہیں جہاں کیلیے

بلکہ :۔ یہ جہاں تیرے لیے تو خدا کے لیے

اگر یہ بات نہ ہو اور زندگی اس کی عبادت و بندگی سے عاری ہو تو وہ زندگی نہیں شرمندگی اور وبال ہے۔

یاد رکھیں اہل حق سے تعلق ہی سے بات بنتی ہے

(باقی ۲۵ پر)

المنتخب من الجامع الصغیر

ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تحقیق :-
الامام جلال الدین السیوطیؒ
ترجمہ و ترتیب
زاہد الراشدی

امام کی اتباع

بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ اور ابن ماجہؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام سے پہلے (رکوع یا سجدہ سے) سر اٹھانے والا اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اسے گدھے کی شکل میں مسخ کر دیں گے؟

پسندیدہ عورت

ابن نافعؒ سند حسن کے ساتھ حضرت حرملۃ بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زیادہ بچے جننے والی عورت اللہ تعالیٰ کو خوبصورت بانجھ عورت سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔

راستہ کی اذیت

بخاریؒ الادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا راستہ سے اذیت دینے والی چیزیں دور کرو یہ تمہارے لئے صدقہ ہے۔

گناہ پر رونا

ترمذیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھ، اپنے گھر پر کفایت کر اور اپنے پر رویا کر

مؤذن کا مقام

بیہقیؒ حضرت ابو محذورۃ رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مؤذن نمازوں اور سحری کے معاملہ میں مسلمانوں کے امین ہیں

بُرائی نہ جتلاؤ

مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ تواضع اختیار کرو ایک دوسرے پر بُرائی نہ جتلاؤ اور ایک دوسرے پر تعدّی نہ کرو۔

دُعاء والے ہاتھ

احمدؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، ابن ماجہؒ اور حاکمؒ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کریم اور حیادار ہیں اور اس بات سے شرماتے ہیں کہ دعاء کے لئے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو خالی اور نامراد لوٹائیں۔

گھروں کی صفائی

ترمذیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالےٰ پاک ہیں۔ پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں، صاف ستھرے ہیں اور صفائی کو پسند کرتے ہیں۔ کریم ہیں اور شرافت کو پسند کرتے ہیں اور سخی ہیں سخاوت کو پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے اپنے گھروں کو صاف ستھرا رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔

ٹخنوں پر کپڑا

ابوداؤدؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتے جس نے اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکا رکھا ہو۔

خالص عمل

نسائیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتے ہیں جو خالص اس کی رضاء کے لئے کیا گیا ہو۔

صورت نہیں عمل

مسلمؒ اور ابن ماجہؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کی طرف دیکھتے ہیں

بیماری کفارہ ہے

طبرانیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ مومن بندے کو بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں اور وہ بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

غیرت مند

طبرانی سند صحیح کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ غیرت مند لوگوں کو پسند کرتے ہیں۔

قیامت کا دن

بیہقیؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ قیامت کا لمبا دن اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں گے فرض نماز کے وقت جتنا مختصر کر دیں گے۔

شیطان اور لقمہ

مسلمؒ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک شیطان ہر کام کے وقت تمہارے پاس آتا ہے حتی کہ کھانے کے وقت بھی پس جب تمہارے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے صاف کر کے کھا لو اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑو اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اپنی انگلیوں کو چاٹ لو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے؟

شیطانی وسوسہ

طبرانیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک شیطان تم سے کسی شخص کے پاس آتا ہے اور اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ آسمان کس نے بنایا؟ وہ جواب دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے پھر وسوسہ ڈالتا ہے کہ زمین کس نے بنائی ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے پھر وسوسہ ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے بنایا ہے؟ پس کوئی شخص دل میں ایسا وسوسہ پائے تو فوراً کہے میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔

صدقہ اور سید

مسلمؒ اور احمدؒ حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا صدقہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم (سادات) کے لئے مناسب نہیں کیونکہ وہ لوگوں کے مالوں کی میل کچیل ہے۔

لعنت کا مستحق کون؟

ابو داؤدؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ پہلے آسمانوں پر جاتی ہے۔ مگر آسمان کے دروازے بند پاتی ہے پھر زمین پر آتی ہے تو زمین کے دروازے بھی اسے اپنے لئے بند ملتے ہیں جب اسے کہیں جگہ نہیں ملتی تو وہ اس شخص کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت بھیجی گئی ہے اگر وہ اس کا اہل ہو تو فبہا ورنہ بھیجنے والے کے پاس پلٹ جاتی ہے۔

ویران گھر

احمدؒ، ترمذیؒ اور حاکمؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں ہے وہ ویران گھر کی طرح ہے

تصویر بنانے والے

بخاریؒ، مسلمؒ اور نسائیؒ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ تصویریں تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈال کر انہیں زندہ کرو۔

حسنِ اخلاق

ابو داؤدؒ اور ابن حبانؒ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن حسن اخلاق کی وجہ سے رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزے والے کا درجہ پا لیتا ہے۔

زبان کے ساتھ جہاد

احمدؒ اور طبرانیؒ حضرت کعب بن

مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن تلوار کے ساتھ بھی جہاد کرتا ہے اور زبان کے ساتھ بھی۔

سوال کی ممانعت

احمدؒ، بخاریؒ، ترمذیؒ، مسلمؒ اور ابوداؤدؒ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین افراد کے سوا کسی کے لئے بھی سوال کرنا حلال نہیں ہے (۱) جس پر خون کی دیت ہو اور ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو (۲) جس پر سخت تاوان پڑ گیا ہو (۳) جسے کمر توڑ بھوک درپیش ہو۔

قبر کا عذاب

طبرانیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے اور ان کی آہ و بکا چوپائے سنتے ہیں۔

ظلم کا عمومی عذاب

ابوداؤدؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب لوگ ظالم کو ظلم کرتا دیکھ کر اس کا ہاتھ نہیں پکڑیں گے تو قریب ہے کہ خدا کا عذاب سب پر نازل ہو جائے

لوٹ کا مال

ابوداؤدؒ ابن حبانؒ ابن ماجہ اور حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ثعلبۃ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوٹ کا مال حرمت میں مردار سے کم نہیں ہے۔

بخیل کا مال

احمدؒ اور حاکمؒ سند صحیح کے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک نذر کسی چیز کو نہ مقدم کرتی ہے نہ مؤخر۔ البتہ اس کے ذریعہ بخیل سے اس کا مال ضرور نکلوایا جاتا ہے۔

سب سے زیادہ ندامت

بخاریؒ تاریخ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ ندامت اس شخص کو ہوگی جس نے کسی کی دنیا سنوارتے ہوئے اپنی آخرت برباد کر لی۔

بادشاہ کا ساتھی

البادردیؒ حضرت حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بادشاہ کا ساتھی ہلاکت کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچالیں

آزمائش پر رضا

ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بڑا ثواب بڑی آزمائش پر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کو پسند فرماتے ہیں اسے آزمائش میں ڈال دیتے ہیں جو اس آزمائش پر راضی ہوتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوتے ہیں اور جو آزمائش پر ناراض ہوتا اس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتے ہیں۔

مُردہ کی ہڈی

عبدالرزاقؒ ابن منصورؒ ابوداؤد اور ابن ماجہ سند صحیح کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلم مُردہ کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے کسی زندہ کی ہڈی توڑنا۔

بقیہ: احسن القصص

اندر سے دودھ نکل رہا ہے۔ ہر طرف خوشحالی ہوگی۔

یہ جو تم نے یا تمہارے کسی دوسرے نے خواب دیکھا اس کی تعبیر یہ ہے، تدبیر یہ ہے اور اخیر کا سال تبشیر بشارت اور خوشخبری کا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ مصیبت کا دور شروع ہوگا تو وہ ختم ہی نہ ہوگا بلکہ اس کے بعد خوب خوشحالی ہوگی۔

لیجئے صاحب! یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا قاصد تعبیر پوچھنے آیا۔ آپ نے تعبیر بھی بتا دی۔ اس کے بعد تدبیر بھی بتا دی، تبشیر بھی کر دی۔ یہ ان باتوں کو معلوم کر کے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جا کر بتایا ہے کہ یہ تعبیر بتائی ہے۔ اس سے بادشاہ نے کیا اثر لیا، یہ کل انشاء اللہ تعالیٰ۔



آل کے معانی قرآن کی زبانی

صبیح الرحمٰن

پاکستان کے اکثر مسلمانوں نے لفظ آل کے مفروضہ معنی اولاد کے تحت چند شخصیتیں مخصوص کر رکھی ہیں۔ ان شخصیتوں کی تکریم و عزت اور اُن سے والہانہ عقیدت دین اسلام کا ایک اہم جزو سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ تکریم و عزت کا معیار اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہے ارشاد ہے اِن اکرمکم عند اللہ اتقکم (الحجرات ۴۹ آیت ۱۳)

آل کا لفظ قرآن مجید میں چوبیس ۲۴ بار استعمال ہوا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے قرآن مجید (الحمد تا والناس) حکم ناطق ہے۔ آئیے ہم قرآن مجید سے آل کے معنی پوچھتے ہیں قرآن یوں گویا ہے

۱۔ وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ (البقرہ ۲۔ آیت ۴۹)

اور جب چھڑایا ہم نے تم کو فرعون کی سے (حضرت شاہ رفیع الدین) اور جب رہائی دی ہم نے تم کو متعلقین فرعون سے (مولانا اشرف علی تھانویؒ) اور جب رہائی دی ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے (مولانا محمود الحسنؒ) اور جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی (مولانا احمد علی لاہوریؒ) اور جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات دی (مولانا احمد رضا خاںؒ بریلوی) اور جب ہم نے تم کو فرعونیوں کی غلامی سے نجات دی (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی)

AND (REMEMBER) WHEN WE DID DELIVER YOU FROM PHARAOH'S FOLK (M.D. PICKTHAL)

۲۔ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ (البقرہ ۲۔ آیت ۵۰) اور ڈبو دیا ہم نے لوگوں فرعون کے کو (مولانا شاہ رفیع الدین) اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو (مولانا اشرف علی تھانوی) اور ڈبو دیا فرعون کے لوگوں کو (مولانا محمود الحسن) اور فرعونیوں کو ڈبو دیا (مولانا احمد علی لاہوری) اور فرعون والوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے ڈبو دیا (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) پھر وہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے غرقاب کیا (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

AND drowned the folk of Pharaoh (M.D. PICKTHAL)

۳۔ وَبَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَکَ اٰلُ مُوْسٰی وَاٰلُ هٰرُوْنَ (البقرہ ۲۔ آیت ۲۴۸)

اس چیز سے کہ چھوڑی گئی قوم موسیٰ اور قوم ہارون کی (مولانا شاہ رفیع الدین) چیزیں جن کو موسیٰ اور ہارون چھوڑ گئے (مولانا اشرف علی تھانوی) جو چھوڑ گئے تھے موسیٰ اور ہارون کی اولاد (مولانا محمود الحسن) چیزیں اُن میں سے جو موسیٰ اور ہارون کی اولاد چھوڑ گئی تھی (مولانا احمد علی لاہوری) اور کچھ بچی چیزیں موسیٰ اور ہارون کے ترکہ کی (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) جس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے چھوڑے ہوئے تبرکات ہیں۔ (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

AND A REMNANT OF THAT WHATH, THE HOUSE OF MOSEO AND THE HOUSE OF ARARAN LEFT BEHIND (M.D. PICKTHEL)

۴۔ کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ (آل عمران ۳۔ آیت ۱۱) جیسی عادت لوگوں فرعون کے کی (مولانا شاہ رفیع الدین) جیسا معاملہ فرعون والوں کا (مولانا اشرف علی تھانوی) جیسا دستور فرعون والوں کا (مولانا محمود الحسن) جس طرح فرعون والوں کا معاملہ (مولانا احمد علی لاہوری) جیسے فرعون والوں کا طریقہ (مولانا احمد رضا خان بریلوی) جیسے فرعون کے ساتھیوں کا (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی) LIKE PHARAOH'S

FOLK (M.D. PICKTHAL)

۵- آلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ (آل عمران ۳ آیت ۳۳)

کنبے ابراہیم اور کنبے عمران کے کو (مولانا شاہ رفیع الدین) ابراہیم کی اولاد اور عمران کی اولاد (مولانا اشرف علی تھانوی) ابراہیم کے گھر اور عمران کے گھر کو (مولانا محمود الحسن) ابراہیم کی اولاد اور عمران کی اولاد (مولانا احمد علی لاہوری) ابراہیم کی آل اولاد اور عمران کی آل کو (مولانا احمد رضا خان بریلوی) آل ابراہیم اور آل عمران۔ (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی) FAMILY OF ABRAHAM AND FAMILY OF IMRAN (M.D. PICKTHAL)

۶- آلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (نساء ۴ آیت ۵۴)

اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت دی (مولانا شاہ رفیع الدین) ابراہیم کے خاندان کو کتاب بھی دی اور علم بھی دیا (مولانا اشرف علی تھانوی) ابراہیم کے خاندان میں کتاب اور حکمت دی (مولانا محمود الحسن)۔ ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت دی (مولانا احمد علی لاہوری) ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطاء فرمائی (مولانا احمد رضا خان بریلوی) ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو حکمت عطا فرمائی۔ (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی) WE BESTOWED UPON THE HOUSE OF ABRAHAM THE SCRIPTURE AND WISDOM (M.D. PICKTHAL)

۷- وَلَقَدْ اَخَذْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ (اعراف ۷ آیت ۱۳۰) پکڑا ہم نے قوم فرعون کی کو (مولانا شاہ رفیع الدین) ہم نے فرعون والوں کو مبتلا کیا۔ (مولانا اشرف علی تھانوی) ہم نے پکڑا فرعون والوں کو (مولانا محمود الحسن) ہم نے فرعون والوں کو پکڑ لیا (مولانا احمد علی لاہوری) بے شک ہم نے فرعون والوں کو ..... پکڑا (مولانا احمد رضا خان بریلوی) ہم نے فرعون کے لوگوں کو ..... مبتلا رکھا (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی) WHE STRAITENED PHARAOH'S FOLK (M.D. PICKTHAL)

۸- وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ (اعراف ۷ آیت ۱۴۱)

جب نجات دی ہم نے تم کو لوگوں فرعون کے سے (مولانا شاہ رفیع الدین) جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات دی (مولانا اشرف علی تھانوی) جب نجات دی ہم نے تم کو فرعون والوں سے (مولانا محمود الحسن) جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی (مولانا احمد علی لاہوری) اور یاد کرو جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات بخشی (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے فرعون والوں سے تمہیں نجات دی (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی)۔ AND (....) WHEN WE DID DELIVER YOU FROM PHARAOH'S FOLK (M.D. PICKTHAL)

۹- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ (انفال ۸ آیت ۵۲) مانند عادت قوم فرعون کی (مولانا شاہ رفیع الدین) جیسی فرعون والوں کی (مولانا اشرف علی تھانوی) جیسے دستور فرعون والوں کا (مولانا محمود الحسن) جیسا فرعونیوں کا حال (مولانا احمد علی لاہوری) جیسے فرعون والوں ..... کا دستور (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) جس طرح آل فرعون ..... کے ساتھ پیش آتا رہا ہے (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی) AS THE WAY OF PHARAOH'S FOLK - (M.D. PICKTHAL)

۱۰- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ (انفال ۸ - آیت ۵۴) جیسے عادت لوگوں فرعون کی (مولانا شاہ رفیع الدین) فرعون والوں کی سی حالت (مولانا اشرف علی تھانوی) جیسے دستور فرعون والوں کا (مولانا محمود الحسن) جیسے فرعونیوں کا حال (مولانا احمد علی لاہوری) جیسے فرعون والوں ..... کا دستور (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) آلِ فرعون ..... کے ساتھ جو کچھ پیش آیا۔ (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی) AS THE WAY OF PHARAOH'S FOLK - (M.D. PICKTHAL)

۱۱- وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ۔ (انفال ۸ - آیت ۵۴) اور ڈبو دیا ہم نے قوم فرعون کی کو (مولانا شاہ رفیع الدین) اور فرعون والوں کو غرق کر دیا (مولانا اشرف علی تھانوی) اور ڈبو دیا ہم نے فرعون والوں کو (مولانا محمود الحسن) اور فرعونیوں کو ڈبو دیا (مولانا احمد علی لاہوری) اور ہم نے فرعون والوں کو ڈبو دیا (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) آلِ فرعون کو غرق کر دیا۔ (مولانا ابو الاعلیٰ مودودی)

AND WE DROWNED THE FOLK OF
PHARAOH (M.D. PICKTHAL)

۱۲- فَعَلٰی اٰلِ یَعْقُوْبَ ٥ (یوسف ۱۲- آیت ۶) اوپر
اولاد یعقوب کے (مولانا شاہ رفیع الدین) یعقوب کے
خاندان پر (مولانا اشرف علی تھانوی) یعقوب کے گھر پر
(مولانا محمود الحسن) اور یعقوب کے گھرانے پر (مولانا
احمد علی لاہوری) اور یعقوب والوں کے گھر پر (مولانا
احمد رضا خاں بریلوی) آلِ یعقوب پر (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

UPON THE FAMILY OF JACOB
(M.D. PICKTHAL)

۱۳- اَنْجٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ (ابراہیم ۱۴- آیت ۶)
جس وقت نجات دی تم کو لوگوں فرعون کے سے (مولانا
شاہ رفیع الدین) جب تم کو فرعون والوں سے نجات
دی (مولانا اشرف علی تھانوی) جب چھڑایا تم کو فرعون
کی قوم سے (مولانا محمود الحسن) جب تمہیں فرعون کی
قوم سے چھڑایا (مولانا احمد علی لاہوری) جب اس نے
تمہیں فرعون والوں سے نجات دی (مولانا احمد رضا خاں
بریلوی) تم کو فرعون والوں سے چھڑایا (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

WHEN HE DELIVERED YOU FROM
PHAROH'S FOLK (M.D. PICKTHAL)

۱۴- اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ٥ (الحجر ۱۵- آیت ۵۹) مگر کنبہ لوط کا
(شاہ رفیع الدین) (مولانا اشرف علی تھانوی) مگر لوط کے گھر والے
(مولانا محمود الحسن) مگر لوط کے گھر والے (مولانا احمد علی
لاہوری) مگر لوط کے گھر والے (مولانا احمد رضا خاں بریلوی)
صرف لوط کے گھر والے (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

THE FAMILY OF LOT (M.D. PICKTHAL)

۱۵- فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ نِ الْمُرْسَلُوْنَ (الحجر ۱۵- آیت ۶۱)
پس جب آئے کنبے لوط کے پاس بھیجے ہوئے (مولانا
شاہ رفیع الدین) جب فرشتے خاندان لوط کے پاس آئے
(مولانا اشرف علی تھانوی) پھر جب پہنچے لوط کے گھر
وہ بھیجے ہوئے (مولانا محمود الحسن) پھر جب لوط کے
گھر فرشتے پہنچے (مولانا احمد علی لاہوری) تو جب لوط
کے گھر فرشتے آئے (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) پھر
جب یہ فرستادے لوط کے ہاں پہنچے۔ (مولانا ابوالاعلیٰ

AND WHEN THE MESSENGERS (مودودی)
CAME UNTO THE FAMILY OF
LOT (M.D. PICKTHAL)

۱۶- یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ٥ (مریم ۱۹-
آیت ۶) وارث ہو میرا اور وارث ہو اولاد
یعقوب کا (مولانا شاہ رفیع الدین) وہ میرا اور یعقوب
کے خاندان کا وارث بنے (مولانا اشرف علی تھانوی)
جو میری جگہ بیٹھے اور یعقوب کی اولاد کی (مولانا محمود الحسن)
جو میرا اور یعقوب کے خاندان کا بھی وارث
ہو (مولانا احمد علی لاہوری) وہ میرا جانشین ہو اور
اولاد یعقوب کا وارث ہو۔ (مولانا احمد رضا خاں
بریلوی) جو میرا وارث بھی ہو اور آل یعقوب
کی میراث بھی پائے۔ (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

WHO SHALL INHERIT OF ME AND
INHERIT (ALSO) OF THE HUSE
OF IACBB (M.D. PICKTHAL)

۱۷- اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِکُمْ ٥ (النمل ۲۷
آیت ۵۶) نکال دو لوگوں لوط کے کو بستی اپنی سے
(مولانا شاہ رفیع الدین) لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی
سے نکال دو (مولانا اشرف علی تھانوی) نکال دو لوط
کے گھر والوں کو اپنے شہر سے (مولانا محمود الحسن) لوط
کے گھر والوں کو اپنی بستی سے نکال دو (مولانا احمد
علی لاہوری) لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکال
دو (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) نکال دو لوط کے
گھر والوں کو اپنی بستی سے (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

EXPEL THE HOUSE-HOLD OF
LOT FROM YOUR TOWNSHIP
(M.D. PICKTHAL)

۱۸- فَالْتَقَطَہٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ (القصص ۲۸- آیت ۸)
پس اٹھا لیا اس کو لوگوں فرعون کے نے (مولانا شاہ
رفیع الدین) تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ کو اٹھا لیا
(مولانا اشرف علی تھانوی) پھر اٹھا لیا اس کو فرعون کے
گھر والوں نے (مولانا محمود الحسن) پھر اسے فرعون کے
گھر والوں نے اٹھا لیا (مولانا احمد علی لاہوری) تو اسے

اٹھا لیا فرعون کے گھر والوں نے (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) فرعون کے گھر والوں نے اُسے (دریا) سے نکال لیا۔ (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

AND THE EAMILYOF PHARAOH TOOK HIM UP-(M.D. PICKTHAL)

١٩- اِعْمَلُوْا آلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ط وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ (السباء ٣٤- آیت ١٣) عمل کرو اے آل داؤد کی واسطے شکر کے اور تھوڑے بندے میرے شکر کرنے والے (مولانا شاہ رفیع الدین) اے داؤد کے خاندان والو تم سب شکریہ میں نیک کام کرو۔ بندوں میں شکرگذار کم ہی ہوتے ہیں۔ (مولانا اشرف علی تھانوی) کام کرو اے داؤد کے گھر والو احسان مان کر اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں احسان ماننے والے (مولانا محمود الحسن) اے داؤد والو تم شکریہ میں نیک کام کیا کرو۔ اور میرے بندوں میں شکرگزار تھوڑے ہیں۔ (مولانا احمد علی لاہوری) اے داؤد والو شکر کرو اور میرے بندوں میں کم ہی شکر والے (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) اے آل داؤد عمل کرو شکر کے طریقہ پر۔ میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

GIVE THANKS, O HOUSE OF DAUID-(M.D. PICKTHAL)

٢٠- وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ (المومن ٤٠ آیت ٢٨) اور کہا ایک مرد نے یعنی حزقیل نجار ایمان والے نے لوگوں فرعون کے سے (مولانا شاہ رفیع الدین) ایک مؤمن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھا..... کہا (مولانا اشرف علی تھانوی) اور بولا ایک مرد ایمان دار فرعون کے لوگوں میں (مولانا محمود الحسن) اور فرعون کی قوم میں سے ایک ایمان دار آدمی نے کہا (مولانا احمد علی لاہوری) اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) آل فرعون سے ایک مومن شخص ..... بول اٹھا (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

AND A BELIEVING MAN OF PHARAOH'S HOUSE SAID (M.D. PICKTHAL)

٢١- وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ (المومن ٤٠ آیت ٤٥) اور گھیر لیا لوگوں فرعون کے کو برائی عذاب نے (مولانا شاہ رفیع الدین) اور فرعون والوں پر موذی عذاب نازل ہوا (مولانا اشرف علی تھانوی) اور اُلٹ پڑا فرعون والوں پر بری طرح کا عذاب (مولانا محمود الحسن) اور خود فرعونیوں پر سخت عذاب آ پڑا۔ (مولانا احمد علی لاہوری) اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آ گھیرا (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)۔

WHILE DREADFUL DOOM ENCOMPASSED PHARAOH'S FOLK (M.D. PICKTHAL)

٢٢- اَدْخِلُوْٓا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ٥ (المومن ٤٠ آیت ٤٦) داخل کرو لوگوں فرعون کے کو سخت عذاب میں (مولانا شاہ رفیع الدین) فرعون والوں کو (مع فرعون) کے نہایت سخت عذاب میں داخل کرو (مولانا اشرف علی تھانوی) داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں (مولانا محمود الحسن) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔ (مولانا احمد علی لاہوری)

٢٣- اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ آلَ لُوْطٍ (القمر ٥٤ آیت ٣٤) تحقیق بھیجا ہم نے ان پر مینہ پتھروں کا مگر لوطؑ کے (یعنی بجز مؤمنین کے (مولانا اشرف علی تھانوی) ہم نے بھیجی اُن پر آندھی پتھر برسانے والی سوائے لوطؑ کے گھر کے (مولانا محمود الحسن) بے شک ہم نے اُن پر پتھر برسائے سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے (مولانا احمد علی لاہوری) بے شک ہم نے اُن پر پتھراؤ بھیجا سوائے لوطؑ کے گھر والوں کے (مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔ ہم نے پتھراؤ کرنے والی ہوا

اُن پر بھیجی صرف لوطؑ کے گھر والے اُس سے محفوظ رہے (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

WE SENT STROM OF STONES UPON THEM, (ALL) SAVE THE FAMILIY OF LOT. (M.D. PICKTHAL)

۲۴- وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ٥ (القمر ۵۴ آیت ۴۱) اور البتہ تحقیق آئے تھے لوگوں فرعون کے پاس ڈرانے والے (مولانا شاہ رفیع الدین) اور فرعون والوں کے پاس بھی ڈرانے کی بہت سی چیزیں بھیجیں (مولانا اشرف علی تھانوی) اور پہنچے فرعون کے پاس ڈرانے والے (مولانا محمود الحسن) اور البتہ فرعون کے خاندان کے پاس بھی ڈرانے والے آئے تھے (مولانا احمد علی لاہوری) اور بے شک فرعون والوں کے پاس رسول آئے (مولانا احمد رضا خان بریلوی) اور بے شک آل فرعون کے پاس تنبیہات آئی تھیں (مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

AND WARNING CAME TR TRUTH UNTO THE HOUSE OF PHARAOH (M.D. PICKTHAL)

تفصیلی تجزیہ:- آیت نمبر ۱، ۲، ۴، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۸، ۲۰، ۲۱، ۲۲، اور ۲۴ یعنی چودہ آیات میں آل فرعون کا ذکر ہے۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ فرعون والی مصر لاولد تھا۔ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ڰ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ٥ (القصص ۲۸ آیت ۹) اور فرعون کی عورت نے کہا کہ یہ تو میرے اور تیرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو شائد ہمارے کام آئے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور انہیں کچھ خبر نہ تھی۔ لہٰذا آل فرعون سے مراد فرعون کی قوم فرعون کے لوگ، فرعون کے ماننے والے اور پیرو کار کے ہیں۔ اولاد نہیں۔

آیتہ نمبر ۳ میں آل موسیٰ اور آل ہارون کا احوال ہے مستند تواریخ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون نے تیس سال خلافت کی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور نہ ہی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ لہٰذا یہاں بھی آل کا مطلب ماننے والے اور پیرو کار کے ہیں۔ اولاد نہیں۔

آیتہ نمبر ۵ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور نوحؑ اور کنبے ابراہیم اور کنبے عمران کو تمام جہانوں پر برگزیدہ کیا ہے یہ بزرگی تمام کنبے کی نہیں بلکہ اُن ہستیوں کی ہے جو اُن کے صحیح پیروکار فرماں بردار اور متبعین تھے۔ مثلاً حضرت ابراہیمؑ کی اولاد سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام۔ حضرت اسحاق علیہ السلام اور محمد رسول اللہ علیہ وسلم اس کے برعکس حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نافرمانی کی وجہ سے غرق کردیا گیا اور ابی لہب جو حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ کفر کے سبب پھٹکارا گیا۔ لہٰذا یہاں بھی آل بمعنی پیرو کار ہی استعمال ہوا۔

آیتہ نمبر ۶ آل ابراہیمؑ سے مراد حضرت ابراہیمؑ کا خاندان ہی مقصود ہے جو دو نسبوں سے چلا۔ ایک حضرت اسحاق علیہ السلام کا دوسرا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا نسب۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں کتاب و حکمت سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوازے گئے اور دوسری جانب ابولہب جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حقیقی چچا تھا اپنی نافرمانی اور اسلام دشمنی کے سبب پھٹکار کا مورد بنا تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ٥ (اللہب ۱۱۱، آیت ۱) ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے خاندان میں سے جس کسی نے ابراہیمی روش اختیار کی وہی آل ابراہیم کا فرد قرار پایا۔

آیتہ نمبر ۱۲ اور ۱۶ میں آل یعقوب کا تذکرہ ہے اگر یہاں لفظ آل اولاد کے معنوں میں لیا جائے تو

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ترکہ روحانی حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کو برابر کا ملنا چاہیے تھا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ ترکہ صرف حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا۔ ترکہ سے مراد نبوّت ہے۔ دنیاوی جاہ و حشمت نہیں۔ یہاں بھی آل سے مقصود پیروکار ہی ہے۔ آل میں اولاد بھی شامل ہے مگر جو صحیح پیروکار ہے۔ ورنہ نہیں۔ بموجب ارشاد باری تعالیٰ۔ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ (ھود ۱۱ آیت ۴۷) اے نوحؑ یقیناً وہ (تیرا بیٹا) تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل اچھا نہیں ہے۔

آیت نمبر ۱۴، ۱۵، ۱۷، اور ۲۳ میں آل لوطؑ کا بیان ہے یہاں آل سے مراد حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والے ہیں۔ جس میں بیوی بھی شامل ہے بلکہ حضرت لوط علیہ السلام خود بھی آلِ لوطؑ میں شامل ہیں۔ اولاد میں سربراہ کسی صورت میں شامل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آل کے معنی خاندان، متعلقین اور پیروکار کے ہیں۔ اولاد ہرگز نہیں۔

آیت نمبر ۱۹ میں آل کا لفظ حضرت داؤد علیہ السلام کے ماننے والوں اور شکر گزار بندوں کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اگر یہاں آل سے مراد اولاد لی جائے تو حضرت داؤد علیہ السلام کے باقی سولہ بیٹے بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح شکر گزار ہوتے مگر ایسا نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ (السبا ۳۴ آیت ۱۳) اور شکر کرنے والے تھوڑے ہیں وہ تو صرف حضرت سلیمان علیہ السلام ہی نکلے کیوں کہ وہی حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیح پیروکار تھے۔ آل بمعنی اولاد یہاں بھی مفقود ہے۔

قرآن مجید نے چوبیس مذکورہ آیات کے ذریعہ آل کی تشریح اور وضاحت کردی یعنی آل کا لفظ قوم پیروکار، فرمانبردار، متبعین، متعلقین، طرف دار، گروہ لوگ، (FOLK) فیملی اور خاندان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ نسل اور اولاد کے لئے قرآن مجید نے ذُرِّیَّة، وَلَدٌ اور اِبْنٌ (جمع ابناء۔ بنون، بنین مونث بنت جمع بنات) الفاظ استعمال کئے ہیں ملاحظہ ہو یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (البقرہ ۴۷، ۱۲۲) وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (البقرہ ۱۲۴، وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ (البقرہ ۱۲۸) اے اسرائیل کی اولاد، میری اولاد بھی، اور، ہماری اولاد میں سے، وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ (البقرہ ۲۶۶) اور اس کی اولاد ضعیف ہو ذُرِّیَّةً م بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ (آل عمران ۳۴) جو ایک دوسرے کی اولاد تھے وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا (آل عمران ۳۶) میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ (آل عمران ۴۵) عیسٰی بیٹا مریم کا۔ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ (النساء ۲۳) بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ (النساء ۱۷۱) اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ (النساء ۱۷۶) اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ (النساء ۱۱) اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں وصیت کرتا ہے یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ (اعراف ۲۶) اے آدم کی نسل وَذُرِّیّٰتِهِمْ (الانعام ۸۷) اور ان کی اولاد مِنْ ذُرِّیَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِیْنَ (الانعام ۱۳۳) دوسری قوم کی نسل سے مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (الاعراف ۱۷۲) ان کی اولاد کو ان کی پیٹھوں سے وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ (الاعراف ۱۷۳) اور ہم ان کے بعد ان کی نسل تھے اِلَّا ذُرِّیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ (یونس ۸۳) اس کی قوم کے چند لڑکوں کے سوا۔ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً (الرعد ۳۸) بیویاں اور اولاد اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ (ابراہیم ۳۷) میں نے اپنی کچھ اولاد بسائی ہے وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (ابراہیم ۴۰) اور میری اولاد سے بھی ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ط (بنی اسرائیل ۳) ان کی نسل جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ سوار کیا تھا مِنْ ذُرِّیَّةِ اٰدَمَ (مریم ۵۸) آدمؑ کی اولاد میں سے وَمِنْ ذُرِّیَّةِ اِبْرٰهِیْمَ (مریم ۵۸) اور ابراہیمؑ کی اولاد میں سے فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ (العنکبوت ۲۷) اس کی نسل میں نبوت وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ (والصّٰفّٰت ۷۷) اور ہم نے اس کی اولاد کو باقی رہنے والا کردیا وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ (والصّٰفّٰت ۱۱۳) ان دونوں کی اولاد میں نیک بھی ہیں اور کوئی اپنے آپ پر کھلا ظلم کرنے والے ہیں وَجَعَلْنَا

ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ (الحدید ۲۶) اور ہم نے اُن دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب دے رکھی تھی وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ (التحریم ۱۲) عمران کی بیٹی مریمؑ

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں قرآنی فیصلہ کے مطابق آلِ رسولؐ یا آلِ محمدؐ وہ تمام مسلمان مراد ہیں (خواہ وہ رسول کے رشتہ دار ہوں یا غیر لوگ) جو قرآنی نظریات (الحمد تا والناس) کے مطابق رسول مقبولؐ کی پوری پوری اتباع کرتے ہیں۔ اس میں کسی نسل قبیلے کنبے اور خاندان کی تخصیص نہیں۔ پھر پڑھیئے اور اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے آلِ محمدؐ سے مراد وہ تمام مسلمان ہیں جو قرآنی نظریات (از الحمد تا والناس) کے مطابق رسول اکرمؐ کے متبع ہیں۔ اسے پھر دہرایا کہ آل محمدؐ سے مراد وہ تمام مسلمان ہیں جو قرآنی نظریات (از الحمد تا والناس) کی مطابقت میں احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردار ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب ۶)

نبی مسلمان کے معاملہ میں اُن سے بھی زیادہ دخل دینے کا حقدار ہے اور اس کی بیویاں ان کی (مسلمان کی) مائیں ہیں لہٰذا احکم الحاکمین کے فیصلہ کے مطابق تمام مسلمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد قرار پائے قصہ کوتاہ لفظ آل محمد ہو یا اولاد محمد۔ مراد اس سے جان نثاران محمدؐ یعنی مسلمان ہیں جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت ام کلثومؓ اور ان کی اولاد بھی شامل ہے بلحاظ مسلمان ہونے کے لیکن ... سے کسی فرد کی تخصیص نہیں۔ اسلام بنیادی ... شخصیت پرستی کے خلاف ہے۔

آخر میں تمام مسلمانوں خصوصاً حضرات شریعت اور پیرانِ طریقت سے مودبانہ التماس ہے کہ وہ عشق رسولؐ اور فنا فی اللہ میں اشخاص کا سہارا نہ لیں بلکہ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (آل عمران آیت ۳۱) کہہ دیجئے (اے محمد) اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے، کی راہ اختیار کریں عشق رسول (رسول کی تابعداری) میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں آپ ان کے نقشِ قدم پر منزل کی طرف بڑھیں انشاء اللہ دین و دنیا کی کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

طرزِ عتیق اصل میں قربِ رسول ہے
منظر وہ غار و قبر کے ہیں آج بھی گواہ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

آدابِ ملاقات

مصافحہ کے آداب و مسائل

(۱) ہاتھ ملانے سے پہلے السلام علیکم کہا جائے (۲) صرف ہاتھ ملانے سے سلام نہیں ہوتا جب تک کہ زبان سے نہ کہے (۳) ہتھیلی سے ہتھیلی ملائی جائے صرف انگلیاں ملانے سے مصافحہ ادا نہیں ہوتا (۴) رخصت ہوتے وقت مصافحہ کرنا اگرچہ سنت سے ثابت نہیں البتہ پسندیدہ عمل ہے (۵) مصافحہ میں کسی قسم کا تکلف شامل نہ کیا جائے (۶) مصافحہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے آگے جھکنا منع ہے (۷) مصافحہ کرتے وقت دوسرے کے ہاتھ کو اتنا نہ دبایا جائے کہ تکلیف محسوس کرے، اور نہ ہی ... تک ہاتھ پکڑے رکھے کہ پریشانی کا موجب بن جائے (۸) مصافحہ کرتے وقت قابلِ احترام شخص کے ہاتھوں کو نہ چوما جائے شرعاً منع ہے (۹) اگر کوئی نہایت ہی تیزی سے جا رہا ہو، تو اس سے مصافحہ نہ کیا جائے۔

صحابہ کرام کے ساتھ برتاؤ اور انکے اجمالی فضائل

از حضرت محدث کبیر مولانا محمد زکریا سہارنپوری مدظلہ العالی

(مرسلہ ابوالمظفر قادری واہگہ)

والسابقون ——— الفوز العظیم ط (ترجمہ) اور جو مہاجرین و انصار (ایمان لانے میں امت سے) مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ پاک ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ پاک سے راضی ہوئے اور اللہ پاک نے ان سب کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے اپنی خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے اسی طرح احادیث شریف میں بھی بہت کثرت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کا اقتدا کیا کرو۔ ایک حدیث میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں جس کا اتباع کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ محدثینؒ کو اس حدیث میں کلام ہے۔ اسی وجہ سے قاضی عیاضؒ پر اس کے ذکر کرنے میں اعتراض ہے۔ مگر ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ تعدد طرق کی وجہ سے ان کے نزدیک قابل اعتبار ہو یا فضائل میں ہونے کی وجہ سے ذکر کیا ہو۔ کیونکہ فضائل میں معمولی ضعف کی روایات بھی ذکر کر دی جاتی ہیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ میرے صحابہؓ کی مثال کھانے میں نمک جیسی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے اچھا نہیں ہو سکتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرے صحابہؓ کے بارے میں ڈرو انکو ملامت کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو شخص ان سے محبت رکھتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے۔ جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے جو شخص ان کو اذیت دے اس نے مجھ کو اذیت دی جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اذیت دیتا ہے قریب ہے کہ وہ پکڑ میں آجائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے صحابہؓ کو گالیاں نہ دیا کرو۔ اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے صحابہؓ کرام کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص صحابہ کرامؓ کو گالیاں دے اس پہ اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی لعنت اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کا فرض قبول ہے نہ نفل۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے علاوہ تمام مخلوق میں سے میرے صحابہؓ کو چھانٹا ہے۔ پھر تمام سے چار کو ممتاز کیا ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ۔ ان کو میرے صحابہؓ سے افضل قرار دیا ہے۔ ابوایوب سختیانیؒ کہتے ہیں کہ جس نے ابوبکرؓ سے محبت کی اس نے دین کو سیدھا کیا جس نے عمرؓ سے محبت کی اس نے دین کا سیدھا راستہ پا لیا جس نے عثمانؓ سے محبت کی وہ اللہ کے نور سے منور ہوا۔ جس نے علیؓ سے محبت کی اس نے دین کی رسی کو مضبوط پکڑ لیا جو صحابہؓ کی تعریف کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہے جو صحابہؓ کی بے ادبی کرتا ہے وہ بدعتی ہے منافق اور سنت کا مخالف ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عمل قبول نہ ہو گا۔ جب تک کہ ان کی محبت دل کو صاف نہ کر دے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے لوگو! میں ابوبکرؓ سے خوش ہوں تم اس کا مرتبہ پہچانو میں عمرؓ سے عثمانؓ سے علیؓ سے طلحہؓ سے زبیرؓ سے سعدؓ سے سعیدؓ سے عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے ابوعبیدہؓ سے خوش ہوں تم ان کا مرتبہ پہچانو۔ اے لوگو۔ اللہ جل شانہ نے بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں اور حدیبیہ کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کی مغفرت فرما دی ہے تم میرے صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت کیا کرو اور ان لوگوں کے بارے میں جن کی بیٹیاں میرے نکاح میں ہیں یا میری بیٹیاں ان کے نکاح میں ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ قیامت میں تم سے کسی قسم کے ظلم کا مطالبہ کریں وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا میرے صحابہؓ اور میرے دامادوں میں میری رعایت کیا کرو جو شخص ان کے بارے میں میری رعایت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حفاظت

(باقی ۲۴ پر)

فہم سلیم اور ملّی سیاست

مولانا عبدالستار

بسم اللہ وبحمدہ ۔ امام ابو حامد الطوسی الغزالی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ اپنی مشہور اور پایۂ ناز تصنیف احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں، مخلوق خدا کے مقاصد دو قسم کے ہیں (۱) دینی (۲) دنیوی عقل کے گھوڑے دوڑا کر زور لگا کر دیکھ لو مخلوق کے مقاصد دین اور دنیا سے آگے نہیں بڑھنے پائیں گے اور بسیار کوشش اور نہایت محنت کے باوجود آپ ایسا کوئی مقصد تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے جو ان دونوں حدوں سے خارج ہو۔ اس کے بعد امام فرماتے ہیں ولا نظام للدین الا بنظام الدنیا۔ دین کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے جب تک دنیا قائم نہ ہو جائے۔ دین کا تصور تب ہی ممکن ہے جب کہ پہلے دنیا آباد ہو۔ قیام دنیا کے بغیر قیام دین نامتصور ہے۔ قال علیہ السلام الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ دین کی حقیقت آخرت کے لیے کاشت کاری تخم ریزی اور آب پاشی کی ہے اور دنیا کی حیثیت اس کاشت کاری کے لیے زمین کی سی ہے۔ تو جب تک زمین کا وجود پہلے سے موجود نہ ہو تو کاشت کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ سو نظام و قیام دین کے لیے نظام دنیا ضروری ہوا اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ دنیا کا نظام و قیام آدمیوں کے اعمال سے مربوط ہے اور آدمیوں کے اعمال اور ان کی کاریگریاں تین قسم پر ہیں۔ ۱ اصول۔ اصول سے مراد وہ امور ہیں جن کے بغیر یہ عالم قائم نہیں رہ سکتا اور یہ اصول چار ہیں (۱) زراعت جس کے ذریعہ خوراک کا بندوبست ہوتا ہے (۲) پارچہ بافی اس کے ذریعہ لباس کا انتظام ہوتا ہے (۳) تعمیر اس سے رہائش کا انتظام متعلق ہے (۴) سیاست۔ نظم و نسق اور قیام امن کے لیے یہ ضروری ہے۔ یہ ہے چار اصول کہ لا قوام للعالم دونہا۔ آدمیوں کے اعمال کے دوسری قسم وہ امور ہیں جن کے نتیجہ میں یہ اصول پیدا ہوتے ہیں مثلاً حدادۃ یعنی لوہار بننا اس سے زراعت اور عمارت کے آلات تیار ہوتے ہیں۔ اسی طرح حلاجت یعنی سوت بنانا اس کے نتیجہ میں پارچہ بافی پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح دنیا کا ہر وہ کام جس سے مذکورہ اصول پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے وہ سب اسی دوسری قسم میں داخل ہیں اس قسم کا نام خادمۃ للاصول رکھا ہے۔

۳ متممۃ للاصول انسانوں کے اعمال و امور کی تیسری قسم وہ صنعتیں ہیں جن سے اصول مکمل ہوتے ہیں۔ مثلاً آٹا پیسنا یا روٹی پکانا یہ زراعت کے لیے مکمل ہیں ان کے ذریعہ سے زراعت اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے اسی طرح خیاطت یعنی سلائی اس سے پارچہ بافی کی غرض پوری ہو جاتی ہے اور کپڑا بننے سے جو مقصود تھا وہ کمال کو پہنچ جاتا ہے یہ تیسری قسم ہوئی تمام انسانوں کے افعال و اعمال ان تین قسم سے متجاوز نہیں ہو سکتے۔ یا اصول یا خادم الاصول یا متمم الاصول میں داخل ہوں گے۔ یہ اقسام ثلاثہ قوام عالم کے لیے مثل اعضائے انسانی کے ہیں اعضاء انسانی بھی تین قسم ہیں (۱) اصول مراد ہے۔ دل دماغ اور جگر۔ (۲) خادم الاصول یعنی معدہ، رگیں شریانیں پٹھے وغیرہ (۳) متمم الاصول جیسے بال۔ ابرو اور ناخن وغیرہ۔ پس ہر دانا کس بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ ان تینوں قسم میں سے اشرف و اعلیٰ اصول ہیں اسی طرح آدمیوں کے کاموں میں سب سے زیادہ اہمیت اصول کو حاصل ہے اور ان اصول اربعہ میں سے بھی سب سے زیادہ اہم سیاست ہے۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ سب سے زیادہ اہم سیاست ہے اس واسطے آپ اپنی سیاست کی باگ ڈور سوچ سمجھ کر جانچ پرکھ کر دیکھ بھال کر کسی کے حوالہ کریں کم فہم و بے دین ناسمجھ و غیر متدین اور ظالم و جابر اور عیش پرست کسی طرح بھی سیاست کا اہل نہیں۔

فاتح جزیرہ عیاض بن غنم کو حضرت فاروق اعظم نے جزیرہ کا فرمانروا مقرر کیا تھا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ بازار میں پھر رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ عمرؓ کیا افسروں کے لیے چند قوانین مقرر کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے۔ تم کو یہ خبر ہے کہ عیاض بن غنم جو مصر و جزیرہ کا افسر ہے باریک کپڑے پہنتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے محکمہ تحقیقات کے افسر کو بلایا۔ محمد بن مسلمہؓ حاضر ہو گئے۔ فرمایا جاؤ۔ عیاض بن غنم کو جس

(باقی ۲۵ پر)

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی
دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں
تبصرہ باری باری پر ہوگا۔

حیات خضر علیہ السلام

حضرت خضر علیہ السلام کے نام سے کون واقف نہیں؟ قرآن نے ان کا ذکر کیا اور بڑے اہتمام سے!

عوام میں ان کے متعلق عجیب و غریب داستانیں مشہور ہیں جن میں سے اکثر بے سروپا ہیں

حضرت مولانا میاں اصغر حسین صاحب محدث دیوبند نے حیات خضر علیہ السلام کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو عرصہ سے مارکیٹ میں ناپید تھا۔ اس میں مستند حوالوں کی روشنی میں حضرت خضر علیہ السلام کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے اور میاں صاحب مرحوم نے بڑی محنت سے تمام ضروری اور اصولی چیزیں جمع کر دی ہیں۔

دو روپے پچیس پیسہ میں یہ کتاب ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور سے مل سکتی ہے۔ تاریخ کے طلبہ بالخصوص عظیم انسانوں کے سبق آموز حالاتِ زندگی سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے ایک تحفہ عجیبہ ہے

انسانیت کا امتیاز

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے اسم گرامی سے کون واقف نہیں؟ موصوف نے متعدد کتابیں، مقالات اور رسائل لکھے۔ جن میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ بڑی اہمیت اور معرکہ کی چیز ہے۔ لیکن زیر تبصرہ کتاب تو منفرد حیثیت کی حامل ہے۔ جس میں موصوف نے بنات کے دولھا حضرت انسان کے "امتیاز" سے بحث کی ہے موصوف نے عقلی دلائل سے یہ ثابت و واضح کیا ہے کہ "علم" جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے وہی انسانیت کا اصلی امتیاز ہے۔ یہ اعزاز خود اللہ نے انسان کو بخشا، نسلِ انسانی کے جد امجد کو خدا نے علم کی روشنی سے نوازا۔ اسی کی بنیاد پر انہیں ملائکہ پر فضیلت عطا فرمائی۔

پھر آپ نے علم کی حقیقت پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے اور "اصلی علم" کی حقیقت واضح کرتے ہوئے بتلایا ہے کہ جو علم انسانیت کے امتیاز اور اس کے شرف و کمال کا باعث ہے وہ علم ہے جس کو مختصر لفظوں میں حقائق الٰہی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور جس کا منبع قرآن کریم ہے۔ اسی مناسبت سے کہ قرآن کی تعلیم و تعلم کے مراکز دینی مدارس ہیں۔ آپ نے ان کی اہمیت پر بھی اختصاراً لکھا ہے۔ لیکن اس اختصار میں ہی بہت کچھ آ گیا ہے۔

الغرض بے پناہ معنوی خوبیوں سے مالا مال یہ رسالہ صوری خوبیوں کے ساتھ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور نے شائع کیا ہے جس کی قیمت تین روپے واجبی ہے۔

تکفیری افسانے

حضرت مولانا نور محمد صاحب کی کتاب "تکفیری افسانے" جناب احمد رضا خان صاحب اور ان کے حلقہ کے ذمہ دار حضرات کی تحریروں کا ایک ایسا مستند مجموعہ ہے جو آج تک اپنی اہمیت کے اعتبار سے منفرد سمجھا جاتا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جناب خان صاحب بریلوی اور ان کے اعوان و انصار نے "تکفیر مسلم" کا ایک ایسا دھندہ شروع کیا جو آج تک ختم نہیں ہو رہا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اس ناوک افگنی کا وہ لوگ سب سے زیادہ شکار ہوئے جنہوں نے کسی بھی شعبہ زندگی میں قوم و ملت کی مخلصانہ خدمت سرانجام دی۔ خانصاحب

(باقی ۲۴ پر)

ہدایات دربارۂ انتخاب

از سید عطاء الرحمٰن جعفری سیکرٹری انتخابات

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستوں کی تقسیم

قومی اسمبلی ۲۱۶ ممبروں پر مشتمل ہوگی۔ اس میں خواتین کے لیے دس اور اقلیتوں کے لیے چھ نشستیں مختص کی گئی ہیں۔

قومی اسمبلی کے لیے نشستوں کی تقسیم حسب ذیل ہے:۔

صوبہ سرحد	=	۲۶
وفاقی حکومت کے زیرِ انتظام قبائلی علاقے	=	۸
وفاقی دار الحکومت	=	۱
پنجاب	=	۱۱۵
سندھ	=	۴۳
بلوچستان	=	۷
خواتین	=	۱۰
اقلیتیں	=	۶
کل تعداد	=	۲۱۶

قومی اسمبلی کے لیے:

کاغذاتِ نامزدگی	=	۱۹ جنوری
جانچ پڑتال	=	۲۱ جنوری
واپسی	=	۲۹ جنوری
پولنگ	=	۷ مارچ

صوبائی اسمبلیوں کے لیے نشستوں کی تقسیم

سندھ اسمبلی:

عام نشستیں	=	۱۰۰
خواتین	=	۵
اقلیتیں	=	۲
کل	=	۱۰۷

پنجاب اسمبلی:

عام نشستیں	=	۲۴۰
خواتین	=	۱۲
اقلیتیں	=	۵
کل	=	۲۵۷

بلوچستان اسمبلی:

عام نشستیں	=	۴۰
خواتین	=	۲
اقلیتیں	=	۱
کل	=	۴۳

سرحد اسمبلی:

عام نشستیں	=	۸۰
خواتین	=	۴
اقلیتیں	=	۱
کل	=	۸۵

انتخابی قوانین کی مختصر تشریح

عوامی نمائندگی کے ایکٹ کے تحت ریٹرننگ افسر کاغذات نامزدگی واپس لینے کی تاریخ کے تین روز کے اندر امیدواروں کی فہرست تیار کرکے شائع کرے گا۔ اگر کسی حلقہ میں ایک سے زائد امیدوار ہوئے تو امیدواروں کے نام کے ساتھ ان کے مخصوص انتخابی نشان شائع کئے جائیں گے اور ان امیدواروں کی فہرست کی ایک ایک کاپی اس حلقہ کے تمام امیدواروں کو دی جائے گی۔ رولز کے تحت ان امیدواروں کے نام اردو میں تحریر کئے جائیں گے۔ اور ان کے نیچے انگریزی نام درج ہوں گے۔ ناموں کی ترتیب اردو کے حروف تہجی کے مطابق ہوگی۔ ووٹ کی پرچی پر بھی امیدواروں کے نام اس ترتیب سے ہوں گے اور ان کے سامنے ہر امیدوار کا مخصوص نشان ہوگا۔ رولز کے تحت کاغذات نامزدگی مسترد ہونے کے خلاف اپیل الیکشن کمشن سے کی جائے گی۔ اور یہ الیکشن کے سکریٹری یا متعلقہ صوبہ کے صوبائی الیکشن کمشن کے سامنے دائر ہوگی۔ (اپیل دو دن کے اندر کی جانی ضروری ہے)

رولز کے تحت ہر امیدوار ایک پولنگ سٹیشن پر صرف اتنے ہی ایجنٹ مقرر کر سکے گا جتنے سٹیشن کے پولنگ بوتھ ہوں گے۔ پرچی پر لگے ہوئے وہ نشان اپنے پسند کے امیدوار کے سامنے خالی حصہ پر لگائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نشان نہیں لگایا جا سکتا۔

نشان لگانے کے بعد رائے دہندہ پریذائیڈنگ افسر کے کمرے میں جائے گا۔ اور پریذائیڈنگ افسر کے سامنے بکس میں ڈالے گا۔ اگر کوئی شخص اندھا ہے یا جسمانی طور پر معذور ہے۔ اسے ایک مددگار کی ضرورت ہوگی۔ پریذائیڈنگ افسر ایسے شخص کو اپنے ساتھی کی مدد حاصل کرنے کی اجازت دے گا۔ بشرطیکہ مددگار کی عمر اکیس سال سے کم نہ ہو۔ اگر کوئی شخص جو خود پرچی پر نشان نہ لگا سکتا ہو تو اس شخص کا مددگار ووٹر کی مرضی کے امیدوار کے نام کے سامنے نشان لگائے گا۔ لیکن یہ شخص امیدوار یا امیدوار کا ایجنٹ نہیں ہو سکتا۔ اگر پرچی پر رائے دہندہ کا مددگار نشان لگاتا ہے تو پریذائیڈنگ افسر اس شخص کو ہدایت کرے گا کہ وہ رائے دہندہ کے پسند کے امیدوار کے نام کے سامنے نشان لگائے۔ پریذائیڈنگ افسر اُن رائے دہندگان کی فہرست بھی بنائے گا جنہوں نے اپنے ساتھی کی مدد سے ووٹ ڈالا ہے۔

ضوابط کے تحت ریٹرننگ افسر نامزدگی کے ساتھ داخل ہونے والے نقد یا بنک ڈرافٹ کی شکل میں زرِ ضمانت کی تفصیل ایک رجسٹر میں درج کرے گا۔ اور اسی کی رسید امیدوار کو دے گا۔ اور یہ زرضمانت کی رقم یا بنک ڈرافٹ سرکاری خزانہ میں داخل کرے گا۔

الیکشن کا نتیجہ نکلنے کے بعد یہ رقم یعنی زرضمانت صرف ان امیدواروں کو واپس کی جائے گی جو مطلوبہ ووٹرز کی تعداد کے مطابق ووٹ حاصل کر سکیں۔ کم ووٹ حاصل کرنے والے امیدواروں کی زرِ ضمانت ضبط کر لی جائے گی۔

بقیہ : تعارف و تبصرہ

وغیرہ نے انہی حضرات کی تکفیر میں زورِ قلم صرف کیا اور ایسا کہ پناہ بخدا۔ حالانکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا یا لکھنا انتہائی اور سنگین جرم ہے۔ ہماری اکثر یہ خواہش رہتی ہے کہ خدا کرے کہ یہ سلسلہ ختم ہو جائے اور ملت متفقہ طور پر قدم آگے بڑھا سکے لیکن یہ آرزو ایسی ہے جو شاید آرزو ہی رہے کیونکہ فریقِ مخالف وار کرنے میں کبھی

نہیں چوکتا۔ ایسے میں مدافعانہ ہتھیار بہت ضروری ہوتا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب ایک ایسا مدافعانہ ہتھیار ہے کہ اس کے بعد کسی دوسرے ہتھیار کی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ کتاب سفید کاغذ پر بڑے اچھے طریق سے شائع کی گئی ہے۔ قیمت چھ روپیہ۔

ملنے کے پتے: سبحانی اکیڈمی ۱۹۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ محمودیہ بیت الحمد کریم پارک راوی روڈ لاہور
مکتبہ رشیدیہ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

تحریکِ پاکستان میں بریلویوں کا کردار

پاکستان جب تحریکی دور سے گزر رہا تھا تو بریلوی حضرات نے جی بھر کر اس کی مخالفت کی اور اس کے حامیین کو رگیدا۔ لیکن اب ان کا دعویٰ ہے کہ ہم اس کے بنانے میں پیش پیش تھے۔ انوار احمد صاحب ایم اے نے یہ کتابچہ کیا مرتب کیا ایک آئینہ تیار کر دیا ہے جس میں صاحب کو دیکھتے ہوئے یقیناً شرم محسوس ہوگی۔

درج بالا پتوں سے دستیاب ہے۔ بیرونی حضرات ایک روپیہ ساٹھ پیسہ کے ٹکٹ بھیج کر منگوا لیں۔

بقیہ : صحابہ کرام کے...

فرمائے گا۔ جو ان کی رعایت نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بھی اس سے بری ہیں جس سے اللہ تعالیٰ بری ہیں کیا بعید ہے کہ کسی گرفت میں آجائے جو شخص صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت کرے گا میں قیامت کے دن اس کا محافظ ہوں۔ ایک ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو صحابہؓ کے بارے میں میری رعایت نہ رکھے گا وہ میرے پاس حوض پر نہ پہنچ سکے گا۔ وہ مجھے دور ہی سے دیکھے گا۔ حضرت سہل بن عبداللہؒ فرماتے ہیں جو آدمی حضورؐ کے صحابہؓ کی تعظیم نہ کرے وہ حضور علیہ السلام پر ایمان ہی نہیں لایا۔

اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے اپنی گرفت سے اور اپنے محبوبؐ کے عتاب سے مجھے اور پوری اُمت کو محفوظ فرمائے۔



بقیہ : اداریہ

محل ع   تا ثریا مے رود ؟

اور آخر میں عوام سے

پاکستان کے عوام سے ہمیں کہنا ہے کہ اب آپ کا بھی امتحان ہے۔ آپ کی سیاسی سوجھ کا، تدبر کا، ملک و ملت سے سچی محبت کا۔

ظاہر ہے کہ آج میدان میں دو پارٹیاں ہیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور قومی اتحاد۔ جس کا منشور ایک ہے، پروگرام ایک ہے، انتخابی نشان ایک ہے اور امیدوار متفقہ!

اول الذکر پارٹی اقتدار کا ایک دور پورا کر چکی ہے۔ جو آپ کے سامنے ہے۔ ہمیں اس پر تبصرہ نہیں کرنا۔ اس کی اسلامی، جمہوری، معاشی خدمات کو آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان دو لخت ہونے کے سلسلہ میں اس پارٹی نے آج تک اپنی صفائی نہیں دی، اپنی پوزیشن واضح نہیں کی۔ حمود رپورٹ نہیں چھاپی۔ یحیٰی خان کو عدالت کے کٹہرے میں نہیں لائی۔ جس کی وجہ سے وہ المناک ڈرامہ راز کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

ایسے میں آپ کو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہوگا اور ماضی کی غلطیوں سے اپنا دامن بچانا ہوگا۔ خدانخواستہ آپ غلط پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے۔ دھن، دولت، برادری، خوف و لالچ کے ہتھکنڈوں کا شکار ہو گئے تو پھر جو ہوگا اس کے متعلق کچھ کہنا نہ کہنے سے بہتر ہے۔ کم از کم ہم تو وہ کچھ دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے۔

آپ کو گذشتہ میں شکوہ تھا — پارٹیوں کے آپس میں الجھنے کا — اب وہ بھی نہیں رہا۔ پارٹیاں "پارٹی" میں تبدیل ہو چکی ہیں اور قدم سے قدم ملا کر آگے بڑھنے کا عزم کر چکی ہیں — سفر شروع کر چکی ہیں اور انشاء اللہ وہ آپ کے جذبات کی بھرپور ترجمانی کریں گے اور آپ کے لیے خوب سے خوب تر کے لیے ماضی کی طرح کوشاں رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ حکمرانوں (جو محض نگران حکمران ہیں) حزب اختلاف کے قائدین اور عوام ہر کسی کو اپنی اپنی ذمہ داریاں محسوس کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مارچ ۱۹۷۷ء میں ہونے والا انتخاب ملک و ملت کی بہتری پر منتج ہو۔

اللھم انصرنا فانک خیر الناصرین

علو ۲۱ محرم ۹۷

مجلس ذکر

دنیا پرستوں کو لالچی نظروں سے نہ دیکھیں۔ ان کے دل تو بقول حضرتؒ اتنے زخمی ہوتے ہیں اور ان میں اتنے زخم ہوتے ہیں جتنے سوراخ چھلنی میں نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوب بندوں سے تعلق جوڑنے اور ان کی ہدایت کے مطابق ذکر و فکر کی توفیق بخشے، اور اصلاح قلب کی دولت سے نوازے۔

ضرورت رشتہ

بقیہ : فہم سلیم

حالت میں وہ ہو گرفتار کر کے لاؤ۔ محمد بن مسلمہ افسر تحقیقات تشریف لے گئے اور دیکھا کہ واقعی باریک اور نفیس کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اسی حالت میں مدینہ لے آئے۔ حضرت عمرؓ نے وہ کرتا اتروا کر، ٹاٹ کا ایک کرتا سلوا کر پہنایا۔ اور بکریوں کا ایک گلہ منگوا کر حکم دیا۔ جاؤ ابھی جنگل میں جا کر بکریاں چراؤ۔ تم ابھی انسانوں پر حکومت کرنے کے لائق نہیں ہو۔ انسانوں کی سیاست اور عیش پرستی کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

یہ واقعہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ نے کتاب الخراج صـ۹۶ پر نقل کیا ہے۔ ذرا سوچو تو سہی سیاست کیسی اہم چیز ہے۔ اللہ پاک مسلمانوں

خلفائے اسلام کا قابلِ تقلید کردار

(حکیم عبداللہ یسین حسنی)

آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ آنحضورؐ بڑی غربت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ گھر میں کوئی سازوسامان نہ تھا۔ کئی کئی دن چولھا گرم نہیں ہوا کرتا تھا۔ کپڑوں میں پیوند لگے ہوتے تھے۔

درحقیقت نبی اکرمؐ کی اس غریبی کی وجہ یہ تھی کہ حضورؐ کے پیشِ نظر انسانوں کی پرورش کا سوال تھا کہ کوئی فرد بھوکا نہ رہے۔ اسلامی نظام کے تحت اس نظام کا مرکز یعنی امیرِ ملت اپنے آپ کو سب سے پیچھے رکھتا ہے۔ یعنی وہ نہیں کھاتا۔ جب تک اس کا اطمینان نہ ہو جائے کہ تمام افرادِ مملکت کا پیٹ بھر گیا ہے۔ وہ نہیں پہنتا جب تک یہ نہ دیکھ لے کہ ہر فرد کو کپڑا نصیب ہو گیا ہے جس کے سر پر اتنی بڑی ذمہ داریاں ہوں۔ وہ کس طرح مرغ پلاؤ کھا سکتا ہے اور کیسے کمخواب و ریشم پہن سکتا ہے؟ یہ تھی وجہ جس کی بناء پر سرکارِ مدینہؐ ایسی تنگی و عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے نہ یہ کہ آپؐ کو دنیا سے نفرت تھی۔ مدینہ کی زندگی میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ مالِ غنیمت کے آپؐ کے قدموں میں مال و دولت کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ اور اللہ کا رسولؐ ایک ایک چیز تقسیم کر کے دامن جھاڑ کر خالی ہاتھ اپنے گھر واپس آ رہا ہے ؎

سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی

دوسری مثال نبی اکرمؐ کے بعد جب اس نظام کی ذمہ داریاں حضرت ابوبکرؓ کے کندھوں پر آئیں تو یہی کیفیت آپ کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ایک دن دیکھا کہ آپ گٹھڑی سر پر اٹھائے بازار میں چلے جا رہے ہیں۔ پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ فرمایا کپڑا بیچنے جا رہا ہوں تاکہ اپنی اور بیوی بچوں کی روٹی کی فکر کر لوں۔ انہوں نے کہا کہ اب آپ کا سارا وقت ملت کی ملکیت ہے۔ اسے آپ اپنی ضروریات کے لئے صرف نہیں کر سکتے۔ آپ اپنا پورا وقت ادھر دیجئے اور گزارے کے لئے بیت المال میں سے لے لیجئے۔ بڑے تامل اور توقف کے بعد آپ راضی ہوئے ؎

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا ہے تو بیٹی سے کہا کہ اب میں خدا کے سامنے جا رہا ہوں۔ معلوم نہیں کہ میں نے بیت المال سے جس قدر لیا ہے۔ اس کے مطابق بندگانِ خدا کی خدمت کر سکا ہوں یا نہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بوجھ اپنے سر پر نہ ہی لے کر جاؤں تو اچھا ہے۔ تم مکان کو بیچ دو اور جو کچھ میں نے بیت المال سے لیا ہے۔ اسے بیت المال میں داخل کر دو۔

تیسری مثال حضرت عمرؓ کے زمانے میں یہ سلسلہ اور بھی وسیع ہو گیا تھا۔ سلطنت کا رقبہ بائیس لاکھ مربع میل تھا۔ ایک عراق کی مال گزاری گیارہ کروڑ درہم سالانہ تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی افرادِ مملکت کی تعداد بھی بڑھ گئی تھی اور اسی نسبت سے پرورش کی عام ذمہ داریاں بھی! حضرت عمرؓ اور بھی زیادہ محتاط ہو گئے تھے۔ ایک جوڑا کپڑا سردی کے لئے اور ایک جوڑا گرمی کے لئے اور مزدور کی اجرت کے مطابق روزینہ۔

ایک دن آپ گھر میں تھے۔ لوگ باہر انتظار کر رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد باہر آئے لوگوں نے شکایت کی کہ ہمیں انتظار کرنا پڑا۔ فرمایا اس کا ذمہ دار یہ کرتہ ہے۔ اسے دھو کر سوکھنے کے لئے ڈال رکھا تھا۔ یہ سوکھا نہیں تھا۔ اور دوسرا کرتہ تھا نہیں جو پہن کر باہر آ جاتا۔ دیکھا آپ نے؟ یہ تھا ایمان صادق و یقین کامل کا اثر اور نظامِ اسلام کا نتیجہ۔

ایک دن غالباً مصر کا گورنر آیا۔ دیکھا کہ آپ جَو کی روٹی کھا رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ گیہوں کی روٹی کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا کہ کیا تمہارے ہاں اتنا گیہوں آ جاتا ہے کہ ہر فردِ مملکت کو گیہوں کی روٹی مل جائے؟ اس نے کہا اتنا تو نہیں لیکن پھر بھی کافی گیہوں ہوتا ہے۔ آپ نے کہا کہ امیر المومنین اس وقت گیہوں کی روٹی کھا سکتا ہے جب مملکت کے

ہر فرد کو گیہوں کی روٹی مل جائے۔ ذرا چشمہ لگا کر ڈھونڈئیے ہم روس چین حامیان کمیونزم و سوشلزم کے ہاں ہے کوئی ایسی ایک بھی ہستی؟

نظام اسلام اور اسلامی حکومت میں تمام افراد مملکت کے رزق کی عام ذمہ داری نظام کے سر ہوتی ہے۔ اس لئے انتظام یہ تھا کہ ہر شخص کا وظیفہ مقرر تھا جو اس کی ضروریات کی کفالت کرتا تھا۔ بچوں کا وظیفہ اس وقت شروع ہوتا تھا جب وہ دودھ پینا چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت عمرؓ کا قاعدہ تھا کہ رات کے وقت جب سارا عالم سوتا تھا، وہ چپکے چپکے گشت لگاتے تاکہ افراد مملکت کے حالات معلوم کر سکیں ایک رات انہوں نے دیکھا کہ ایک خیمے سے بچے کی رونے کی آواز آ رہی ہے۔ اس کی ماں اسے سلانے کی کوشش کرتی ہے۔ لیکن وہ سوتا نہیں۔ روئے جاتا ہے۔ جب بچے کو روتے روتے کافی وقت ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے آواز دے کر پوچھا کہ بچے کو کیا ہوا ہے، سوتا کیوں نہیں ہے؟ عورت کو یہ معلوم نہیں تھا کہ پوچھنے والا کون ہے۔ وہ غصے میں بھری بیٹھی تھی، جھنجھلا کر بولی۔ خدا عمر کو سمجھ دے آپ نے کہا۔ بچے کے رونے میں عمر کہاں سے آ گیا؟ اس نے کہا کہ اس نے حکم دے رکھا ہے کہ بچوں کا وظیفہ دودھ چھوڑنے پر شروع ہوگا میں بچے کا دودھ چھڑا رہی ہوں اور یہ بھوک سے روتا ہے۔ اس لئے سوتا نہیں

صبح کی نماز میں، نمازیوں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ رو رہے ہیں۔ اور روتے روتے ان کی گھگھی بندھ گئی ہے۔ روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا اللہ! عمر کو معاف کر دینا۔ نہ معلوم اس کے اس غلط حکم نے کتنے بچوں کو بھوک سے تڑپا تڑپا کر مار ڈالا ہے۔ اس کے بعد اعلان کر دیا کہ بچوں کا وظیفہ پیدائش کے دن سے شروع ہو جایا کرے۔

حضرت عمرؓ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ قیصر کی بیوی نے عطر کی چند شیشیاں، شاہ عرب سمجھ کر (حضرت عمرؓ) کی بیگم صاحبہ کو بطور تحفہ بھیجیں۔ آپ نے وہ شیشیاں بیوی سے لے لیں اور فرمایا کہ یہ بیت المال میں داخل ہوں گی۔ اس لئے کہ قیصر کی بیوی نے یہ تحفہ تمہاری ذاتی حیثیت سے نہیں بھیجا بلکہ امیر المومنین کی بیوی کی حیثیت سے بھیجا ہے۔ اس لئے تمہارا ان پر کوئی حق نہیں۔

یہ صرف خدا کی ہستی پر ایمان صادق اور آخرت کے دن جزائے عمل پر یقین کامل کا نتیجہ ہے۔ ورنہ خواہش نفس و مفاد خویش کو نہ قانون روک سکتا ہے۔ نہ پولیس کی گرفت۔ جب آپ خود اتنی احتیاط برتتے تھے تو ظاہر ہے کہ افسران و عمال حکومت کو کس قدر محتاط ہونا پڑتا ہوگا آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ عمال اپنے مکانوں پر حاجب و دربان مقرر نہ کیا کریں کہ لوگوں کو براہ راست ملنے میں دقت ہو۔ وہ ایسے کپڑے نہ پہنیں، اور ایسے انداز سے اپنی نمائش نہ کریں کہ جس سے بوئے تمکنت آتی ہو۔ اور وہ واقعہ تو عام مشہور ہے کہ جب آپؓ شام کے سفر میں گئے ہیں تو سواری کا ایک ہی اونٹ تھا۔ جس پر آپؓ اور آپؓ کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے، جب عیسائی حکومت کے نمائندے استقبال کے لئے آئے تو حالت یہ تھی کہ ملازم اونٹ پر سوار تھا اور آپؓ اس کی مہار تھامے آگے آگے ساربان کی حیثیت سے چل رہے تھے۔

ایک شخص نے آپؓ سے بیان کیا کہ فلاں شخص بڑا نیک ہے۔ آپؓ نے پوچھا تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ بڑا نیک ہے! اس نے کہا کہ وہ بڑا پکا نمازی ہے۔ نہایت احتیاط سے روزے رکھتا ہے فرمایا اس سے تمہیں یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ بڑا نیک ہے اس سے تو صرف اتنا ہی معلوم ہوا کہ وہ بڑا نمازی ہے اور بہت روزے رکھتا ہے وہ شخص حیران تھا کہ اب کیا کہوں! آپؓ نے کہا کہ (۱) کیا تم کبھی اس کے پڑوس میں رہے ہو؟ (۲) کیا تم نے کبھی اس سے معاملہ کیا ہے (۳) کیا اس کے ساتھ کبھی اکٹھے سفر کیا ہے؟ اس نے ہر سوال کے جواب میں سر ہلا دیا۔ تو آپؓ نے ڈانٹ کر کہا کہ پھر تم نے کیسے کہہ دیا کہ وہ بڑا نیک ہے۔ جو بات کہو، سمجھ کر کہو۔ یہ کہو کہ وہ بڑا نمازی ہے اور روزے دار ہے۔ یہ مت کہو کہ وہ بڑا نیک ہے۔ کیونکہ صرف نماز روزے سے ہی مسلمان نیک نہیں ہو جاتا بلکہ اس کی پوری زندگی اعمال صالحہ کا مرقع ہونا چاہیئے

اسی شام کے سفر سے واپسی پر جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ وہ واقعہ پیش آیا تھا جس کی یاد سے ہمیشہ آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آ جایا کرتے تھے۔ ہوا یہ کہ کسی غیر معروف سے جنگل میں رات کے ٹھہرے رہے حسب معمول ادھر ادھر گشت لگا رہے تھے تاکہ معلوم کر سکیں کہ وہاں کی حالت کیا ہے۔ ایک جھونپڑی سی دکھائی دی۔ جا کر دیکھا تو اس میں ایک ضعیف بڑھیا بیٹھی ہے، پوچھا کہ مائی تمہارا کیا حال ہے؟ اسے کیا معلوم تھا کہ پرسش احوال کون کر رہا ہے۔ کہا کہ حال کیا ہے؟ خلیفہ کی باتیں تو بڑی سننے میں آتی ہیں۔ کیفیت یہ ہے کہ اس نے آج تک پتہ ہی نہیں لیا کہ مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ تم نے اپنی حالت کی اطلاع خلیفہ تک پہنچائی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ آپؓ نے کہا پھر خلیفہ کو کیسے معلوم ہو جاتا کہ تم تکلیف میں ہو۔ بڑھیا نے کہا! اگر خلیفہ اتنا انتظام نہیں کر سکتا کہ اپنی مملکت کے افراد کے حالات سے باخبر رہ سکے تو اسے خلافت چھوڑ کر الگ ہو جانا چاہیئے۔ وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اس کے بعد ساری عمر یہ حالت رہی کہ اس واقعہ کو ہمیشہ باچشم تر یاد کیا۔ اور یہ کہا کہ عمرؓ کو اس بڑھیا نے سمجھایا کہ خلافت اور بادشاہت میں فرق کیا ہے۔

نومسلم نصرانی شہزادے کی چادر پہ طواف کعبہ کے دوران ایک بدو کا پاؤں پڑ جاتا ہے۔ تو شہزادہ دنیاوی وجاہت کے گھمنڈ میں اس

کے سنہ پر تھپیڑ مار دیتا ہے۔ اور بدو بھی اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہے۔ اس کی شکایت دربارِ خلافت میں کی جاتی ہے کہ شہزادہ اور مزدور برابر نہیں ہو سکتے۔ جب جواب ملتا ہے۔ کہ اسلام کے ترازوئے انصاف میں دونوں برابر ہیں۔ تو شہزادہ اسلام چھوڑ کر پھر عیسائی ہو جاتا ہے مگر عدل و انصاف اسلامی کے مقابلے میں خلیفۃ المسلمین (عمرؓ) کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔

رومی سفیر باریابی کے لئے حاضر ہوا اور اس نے ایک چوراہے پر صحابہ کرام سے پوچھا "اَیْنَ مَلِکُکُمْ" (تمہارا بادشاہ کہاں ہے) تو ان کی تیوری پر بل آ گئے اور انہوں نے جواب دیا "لَیْسَ لَنَا مَلِکٌ بَلْ لَنَا اَمِیْرٌ" (ہمارا کوئی بادشاہ نہیں، ہمارا ایک امیر (میر) ضرور ہے، ہمارے ہاں کوئی شاہی محل نہیں۔ امیر کو شہر سے باہر جا کر تلاش کرو۔

جب سفیر شہر سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ دنیا کی نئی مملکت کا صدر ایک درخت کے نیچے ریت اور کنکریوں پر پڑا سو رہا ہے۔

جب فارس کی شہنشاہیت کا مال غنیمت مدینہ پہنچا تو فاروق اعظم نے سونے چاندی کے ڈھیر دیکھ کر فرمایا "دُنْیَا غُرِّیْ غَیْرِیْ" (اے دولت دنیا کسی اور کو دھوکہ دینا، میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں ہے) اور فارس کے شہنشاہ کی دولت کو عرب کے تمام غریبوں پر تقسیم کر دیا۔

ہرمز شاہ ایران جب مدینہ پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت عمرؓ کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے ہیں۔ اور مسجد میں خاک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ کوئی دربان ہے نہ پاسبان نہ تاج ہے نہ تخت۔

حضرت عمرؓ کا سب سے زبردست کارنامہ اسلامی حکومت اور اس کے نظام کے منشاء کی تکمیل ہے۔ آپؓ نے سچی جمہوریت اور آزادی رائے کی حقیقی روح پھونک دی تھی۔ ایک بار آپؓ نے مجمع عام میں اعلان کیا کہ مہر کی ایک تعداد مقرر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ مہر زیادہ سے زیادہ بندھتے جا رہے ہیں، جس سے ازدواجی زندگی میں تلخی کا امکان ہے۔ ایک ضعیفہ عورت کھڑی تھی بول اٹھی، امیر المومنین خدا نے تو قِنْطَارًا (ڈھیر) مہر کی اجازت دی ہے۔ لیکن آپ یہ فرماتے ہیں ہ حضرت عمرؓ نے فرمایا.. لَقَدْ اَصَابَتِ الْاِمْرَأَۃُ وَاَخْطَاءَ عُمَرُ یعنی البتہ عورت درستی پر پہنچ گئی اور عمرؓ نے غلطی کی مطلب یہ کہ قرآن نے مہر کی حد مقرر نہیں کی اور ہر شخص کو حسب حالات و حیثیت اجازت دی ہے۔

چوتھی مثال حضرت عثمانؓ ذی النورینؓ، صدیقی و فاروقی عہد میں مشیران حکومت میں رہے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکرؓ صدیق حج کو تشریف لے گئے تو حضرت عثمانؓ کو مدینہ منورہ میں نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں آپؓ بڑے امین و معتمد رہے۔ جملہ دینی و سیاسی امور میں حضرت عثمانؓ کے مشورے کو خاص قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ آپؓ خوش خلقی اور تقویٰ میں بہت ممتاز تھے۔ صحابہ کرام میں کتاب اللہ (قرآن) کا حافظ ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ یہ صحابہ کرام میں سب سے پہلے حافظ قرآن ہیں۔ قرآن سے ان کو سیری نہ ہوتی تھی۔ ساری ساری راتیں تلاوت میں بسر کر دیتے تھے حتیٰ کہ وقت شہادت بھی آپؓ تلاوت میں مصروف تھے۔ آپ نے ساری عمر کسی سے ایک پائی نہیں لی۔ یہاں تک کہ عہد خلافت میں بھی بیت المال سے کوئی وظیفہ نہیں لیتے تھے۔ آپؓ نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کیا۔ مدینہ کی کوئی گلی ایسی نہ تھی جہاں آپؓ کا خریدکردہ غلام آزاد چلتا پھرتا نظر نہ آئے۔ ہر جمعہ کے روز ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ آپؓ بہت مہمان نواز تھے اور ہمیشہ مہمانوں کو اچھے اچھے کھانے کھلاتے تھے مگر خود سرکہ اور زیتون سے روٹی کھاتے تھے۔ رات کا کھانا برائے نام تھا۔ جب مدینہ منورہ میں قحط پڑا تو آپؓ نے اپنے خرچ پر عام لنگر جاری کرا دیا، جہاں سے ہزاروں لوگ مفت کھانا مہینوں تک بلا دقت حاصل کرتے رہے۔ آپؓ نے ہمیشہ موٹے لباس میں زندگی بسر کی، سفر میں ہوتے تو آپؓ اپنے غلام کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کرتے تھے۔ راتوں کو اٹھتے تو اپنے ہاتھ سے پانی گرم فرماتے۔ ایک بار کسی نے عرض کیا حضرت آپؓ کے ذاتی غلام سامنے ہیں۔ ان میں سے کسی سے خدمت لیا کیجئے۔ فرمایا ان کو آرام کا حق ہے۔ میں خدا کی عبادت میں کسی سے مدد نہیں چاہتا ہوں۔ آپؓ کی سچی تجارت کی برکت و فراوانی غیروں پر پانی کی طرح دولت کی قربانی اور اپنے لئے انتہا درجے کی کفایت شعاری و کم خرچی، یہ سب تعلیم قرآن۔ اسلامی حکومت و اسلامی نظام کی کرامت تھی۔

آنحضورؐ سے آپؓ کو بے حد محبت تھی۔ ایک بار آپؓ کو معلوم ہوا کہ سرکارؐ نے کئی وقت سے کھانا تناول نہیں کیا ہے۔ سنتے ہی بے تاب ہو گئے اور روتے ہوئے بہت سا آٹا، گھی۔ گوشت اور نقد لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ اور کہا مجھ کو حضورؐ نے کیوں یاد نہیں فرمایا۔ احترام فرمانِ رسالت کا یہ حال تھا کہ جان دے دی مگر باغیوں سے مقابلہ نہ کیا۔ یہ تھی سچی فدویت و فدائیت اور سچی زندگی کی سچی تصویر۔

پانچویں مثال خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی مرتضیٰؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ آپؓ ہجرت سے اکیس (۲۱) سال پہلے پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں اسلام لائے اور اسلام کے سب سے بہادر جرنیل رہے۔

جس رات آنحضرتؐ نے مکے سے روانگی کا ارادہ فرمایا، اور کفار کو بھی اس کا علم ہو گیا تو وہ آنحضرتؐ کے درپئے شہادت ہو گئے۔ حضورؐ خود تو حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے، اور اپنے مکان پر حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلا دیا اور حکم دیا کہ لوگوں کی امانتیں میرے پاس رکھی ہوئی ہیں۔ ان کو ادا کر کے مدینے چلے آنا۔ کفار ننگی تلواریں لئے چاروں طرف سے مکان کو گھیرے ہوئے تھے۔ لیکن حضرت علیؓ بے خوف و خطر چادر اوڑھے سو رہے تھے۔ صبح جب کفار نے دیکھا۔ نبی کریم (محمدؐ) چلے گئے ہیں تو سخت پریشان ہوئے۔ حضرت علیؓ نے لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور مدینے کو چل دیئے۔ مدینے سے دو میل دور ہی موضع قبا میں جہاں آنحضرتؐ نے قیام فرمایا تھا، آنحضرتؐ سے جا ملے اور مسجد قبا کی تعمیر میں حصہ لیا۔

جنگ بدر میں جب کفار نے للکارا کہ ہم اپنے جیسوں کو میدان جنگ میں بلاتے ہیں۔ انصار (مدینے والوں سے) نہیں لڑیں گے۔ تو فوراً حضرت علی مرتضےٰؓ میدان جنگ میں آ گئے، اور شجاعت و بسالت کے وہ جوہر دکھائے جن کو آج بھی اہل بصیرت یاد کرتے ہیں ــــ جنگ بدر میں معیار قومیت کی الظہر من الشمس شہادت ملاحظہ فرمائیے جس کو قرآن میں یوم الفرقان کہہ کر پکارا ہے۔ اس میدان میں جو دو صفیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں شمشیر بکف کھڑی تھیں۔ ان افراد پر مشتمل تھیں جن کا ملک ایک تھا، زبان ایک تھی، رنگ ایک تھا، نسل ایک تھی، حسب نسب ایک تھا، لیکن ان تمام اشتراکات (مشترک حالات) کے باوجود ایک وجہ افتراق تھی جس نے ان تمام وجوہ جامعیت کو کالعدم (نابود) قرار دے کر انہیں ایک دوسرے کے مدمقابل لا کھڑا کر دیا تھا اور اس طرح دنیا کو بتا دیا تھا کہ وحی آسمانی کی رو سے قوموں کی تشکیل کس طرح ہوتی ہے۔ وہ وجہ تفریق و علت تقسیم کیا تھی؟ ایمان اور صرف ایمان۔ ان صفوں میں ایک طرف حضرت ابوبکرؓ تھے تو دوسری طرف ان کے مدمقابل ان کا بیٹا۔ ادھر حضرت حذیفہؓ تھے تو صف اعداء میں ان کا باپ عتبہ۔ ادھر حضرت علیؓ تھے۔ تو مخالف صف میں ان کے بھائی عقیل۔ نہیں اور آگے بڑھیئے، ادھر خود محمدؐ تھے۔ تو سامنے کی صف میں آپؐ کے حقیقی چچا عباس اور آپؐ کے داماد ابوالعاص۔ یہ تھی وہ اصولی تقسیم جو وطن، رنگ، زبان، نسل جیسے کی غیر فطری حدود سے ماوراء اور بلند و بالا تھی۔ اس تقسیم کی رو سے حبش کا رہنے والا بلالؓ اپنوں میں تھا۔ لیکن حضورؐ کا چچا ابولہب غیروں میں،

ہیں۔ روم کا سب سے بڑا [illegible] تھا لیکن حضرت [illegible] دسعلی و مسلم جیسے آسمانی [illegible] خلافت [illegible] آنحضرتؐ نے منتقل فرما دیا تھا - وہ اسلام [illegible] دیا [illegible] مسلمانوں میں ایک متحد جماعت تھی اور جس کے اندر [illegible] کسی قسم کی کوئی تفریق و تمیز اور کوئی اختلاف و افتراق نہیں تھا۔

اسی طرح جنگ احزاب جو سب سے اہم جنگ تھی۔ اس میں حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود جس کو ایک ہزار بہادروں کے مقابل کھڑا کیا جاتا تھا اور عرب کا سب سے زبردست پہلوان تھا۔ اس کو ایک ہی وار میں جہنم رسید کر دیا تھا۔ خیبر کی جنگ میں آپؓ نے مرحب یہودی کو ہلاک کر کے قلعہ خیبر کے آہنی دروازے کو ایک ہاتھ سے اکھاڑ پھینکا تھا۔ علامہ سید سلیمانؒ کا بیان ہے کہ بعد میں کئی بہادروں نے اس کے صرف ایک کواڑ کو اٹھانا چاہا تو جنبش دینا بھی دشوار ہو گیا۔ اسی طرح صلح حدیبیہ، جنگ حنین اور دیگر تمام جنگوں میں حضورؐ کے پہلو بہ پہلو دشمنان اسلام سے جنگ فرماتے رہے۔ اور سرزمین عرب کو تمام خس و خاشاک (شیطانی کوڑے کچرے) سے پاک کر دیا۔ یہاں یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ ان لڑائیوں میں مسلمانوں نے اپنے خونی رشتہ دار اور عزیز و اقارب سے آنحضورؐ کے ساتھ رہ کر جنگ کی اور عملی اور آزمائشی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ سارے قومی، لسانی اور وطنی رشتوں سے بڑھ کر اخوت اسلامی کا رشتہ ہے۔

مسلمانوں میں حضرت علی المرتضیٰؓ اور خلفاء صحابہؓ کے باہمی تعلقات کے بارے میں دشمنان اسلام نے مسلمانوں میں غلط فہمیاں پھیلا دی ہیں۔ جو بالکل غلط اور بے سند ہیں۔ آپؓ حضرت ابوبکرؓ صدیق اور عمر فاروقؓ اور عثمان ذی النورینؓ کے دور خلافت میں عہدۂ قضا (عدالت) پر مامور رہے۔ اور مشیر و وزیر۔ چنانچہ اہم دینی و سیاسی امور آپؓ ہی کے مشورے سے انجام پاتے تھے۔ تقریباً پچیس سال آپؓ نے خلفاء ثلاثہ کے پیچھے نماز میں اقتدا کی۔ اس سے بھی بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضرت علی المرتضےٰؓ نے اپنی ایک صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت فاروق اعظمؓ کے ساتھ کر دیا۔

آپؓ کے اخلاق کا معیار صرف اس واقعہ سے ظاہر ہو گا کہ ایک دفعہ آپؓ نے کسی جنگ میں ایک دشمن کو پچھاڑا۔ قریب تھا کہ اسے کو ختم کر دیں۔ اس نے نیچے سے آپؓ پر تھوک دیا۔ آپؓ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے حیرت سے سبب پوچھا تو فرمایا۔ پہلے میری جنگ اللہ کے لئے تھی اور اب اپنے نفس کے لئے ہو جاتی۔ بیت المال کی حفاظت اور مسلمانوں کی امانت کی نگرانی میں بے حد احتیاط فرماتے

تھے۔ ایک بار ایک مہمان رات میں آپ سے ملنے آیا۔ آپ بیت المال کا کام کر رہے تھے۔ شمع فوراً گل کر دی۔ اور دوسری جلوا دی۔ مہمان نے سبب دریافت کیا تو فرمایا۔ پہلی شمع بیت المال کی تھی اور یہ میری ذاتی ہے۔ کیونکہ آپ میرے مہمان ہیں۔ اس لئے بیت المال کی شمع آپ پر خرچ نہیں ہو سکتی۔

آپ خزانے (بیت المال) سے ایک پیسہ نہ لیتے۔ ایک بار آپ کی صاحبزادی نے ایک پیپہ شہد خزانے سے منگایا۔ آپؒ کو جب معلوم ہوا تو رقم اپنے پاس سے ادا کر دی۔ آپؒ نہایت سادہ اور معمولی طریقہ پر زندگی گزارتے تھے۔ آپؒ نے عدل و انصاف کی نظیر قائم کر دی تھی۔ ایک بار ایک یہودی کے مقابل عدالت میں آپؒ کو جانا پڑا۔ فیصلہ یہودی کے حق میں ہوا۔ وہ یہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا کہ یہ تو انبیاء جیسا انصاف ہے۔ یہی عدل اسلامی حکومت کا خاصہ اور امتیاز تھا۔ ؎

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
یاد آ جائے مجھے میرا مقام اے ساقی (اقبال)

چھٹی مثال

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی ہے۔ جب آپؒ خلیفہ ہوئے تو رواج کے مطابق داروغہ اصطبل آپ کے لئے شاہانہ سواری لایا۔ آپؒ نے اس کو رد فرما دیا۔ اور فرمایا مجھ کو میرا ہی گھوڑا کافی ہے۔ پھر مسجد میں آ کر ایک خطبہ دیا جو تاریخ میں ہمیشہ یاد رہے گا۔

عظیم الشان خطبہ

میں اپنی جانب سے کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہوں، بلکہ محض احکام الٰہی کو نافذ کرنے والا ہوں۔ میں اپنی جانب سے کوئی بات شروع کرنے والا نہیں ہوں بلکہ محض پیرو ہوں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ معصیت میں اس کی پیروی کی جائے۔ میں تم میں بہتر آدمی بھی نہیں ہوں۔ البتہ خدا نے مجھے تمہارے مقابلے میں زیادہ گراں بار کیا ہے۔

آپؒ کا نظام حکومت قرآنی، سراپا سنت نبوی و خلفائے راشدینؓ کے مطابق تھا۔ غیر مسلموں کا آپ کو بے حد خیال تھا۔ حکام کو حکم تھا حضور کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے کسی ذمی غیر مسلم رعایا کو تکلیف دی۔ اس نے مجھ کو تکلیف دی۔ لہٰذا اس حدیث نبوی پر سختی سے عمل کرنا۔ اس کا یہ اثر تھا کہ آپؒ پر غیر مسلم جان نثار کرتے تھے۔

ہر جگہ نیک، پابند اسلام اور خدا سے ڈرنے والے، رعایا پر رحم کرنے والے، اور اپنے پرائے پر یکساں عدل کرنے والے عہدیدار مقرر کیا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی مہینوں میں رعایا اس ق…

امان، آزادی، خوشحالی و فارغ البالی کی مثال نہ تھی۔ یہاں تک کہ ساری سلطنت میں ایک شخص بھی غریب نہ رہا۔ اور جو صدقہ لایا کرتے تھے وہ صدقہ واپس لے جاتے تھے۔ حد یہ کہ پورے ملک میں کوئی خیرات لینے والا نہ رہا۔ یہ اسلامی حکومت اور اس کے نظام کی برکت و کرامت ہے۔ جس میں خوشحالی ہی خوشحالی ہے اور امن و فارغ البالی۔

بہشت آنجا کہ آزارے نہ باشد
کسے را با کسے کارے نہ باشد

آج بھی اسلام ایسی ہی حکومت کا متقاضی ہے۔ تاکہ دنیا پائدار امن و خوشحالی دیکھ کر اسلام کی قدر و منزلت کو سمجھے۔ اسلام کے سوا دنیا والوں نے اب تک ہزار تجربے کئے۔ مگر

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی (آج کی دنیا کو دیکھئے)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی حکومت اسلام کی سچی تصویر تھی۔ اس لئے ہر قسم کی سعادت سے سرفراز تھی۔ آپ نے غریبوں، معذوروں کے لئے ہر جگہ شاہی لنگر خانے قائم کرائے جہاں مفت کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ شیر خوار بچوں کے وظائف مقرر کئے۔ نادار قرضداروں کے ادائیگی قرضہ کی تدبیریں کیں۔ بیماروں کے علاج معالجہ کا بندوبست کیا۔

بے شمار واقعات میں سے یہ چند واقعات پیش کئے گئے۔ مگر ان مذکورہ واقعات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے کہ انسانیت کے امن و سکون، راحت و آرام اور حقیقی آزادی اگر کہیں مل سکتی ہے تو وہ صرف اسلامی حکومت اور اسلامی نظام میں۔ موجودہ دور کی تمام تحریکیں اور نظام خواہ وہ کمیونزم کے تحت ہوں یا سوشلزم کے تحت تشکیل سے متعلق ہوں یا کسی اور ازم سے مربوط، پھر خواہ اس کا مرکز روس ہو یا امریکہ، برطانیہ ہو یا چین۔ اس مسئلہ کو حل کرنے سے قاصر ہے اور رہیں گے، تجربات جس قدر زیادہ ہوتے جائیں گے اس بات کی تصدیق ہو جائیگی اسلامی نظام ہی انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور اسی میں دنیا والوں کی خیر و عافیت ہے۔ اس حقیقت کو بعض غیر مسلموں نے بھی دبی زبان سے وقتاً فوقتاً قبول کیا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی امن کے موضوع پر اگلی قانونی کانفرنس میں تبادلۂ خیال کے لئے جو مطالعاتی رپورٹ تیار کی گئی ہے اس میں مغربی اسکالروں نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو امن کا علمبردار ہے اور اپنے پیروؤں پر زور دیتا ہے کہ وہ غیر ضروری خون خرابہ سے احتراز کریں۔ یہ رپورٹ ۱۲۰ ملکوں میں گشت کرائی گئی ہے جس میں اسکالرز نے کہا ہے کہ اسلام جدید بین الاقوامی قانون کے فلسفے اور جنگ کے قانون کا پیشرو ہے کئی صدیوں (۱۳ سو سال) پہلے اس نے ایسے قوانین دیئے تھے جو جنیوا کنونشن اور اقوام متحدہ کا منشور ... میں موجود تھی۔ (اخبار جنگ اور جسارت مورخہ ۲۸ نومبر ...)

ثمرات الاوراق

(مسلسل)

انتخاب لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ لاہور

ایک عالم دین کا سجدہ لغیر اللہ کی حرکت پر عملی ثبوت

عضد الدولہ نے شاہ روم کے ہاں بطور سفارت قاضی ابوبکر باقلانی کو بھیجا۔ شاہ روم کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے سوچا کہ تمام رعیت زمین بوس اور سربسجود ہوتی ہے۔ اور قاضی صاحب یہ نہ کریں گے۔ یہ صورت نکالی کہ جس تخت پر بیٹھے اس کو ایسی جگہ بچھایا جائے جب ان کا داخلہ عاقبچے سے ہو۔ اور رکوع کی صورت ہو۔ اسی کو زمین بوسی کے قائم مقام تصور کر لیا جائے۔ جب قاضی صاحب وہاں پہنچے بات سمجھ گئے۔ انہوں نے پشت پھیر کر سر جھکایا اور دروازے میں پیچھے کو سرکتے ہوئے داخل ہو گئے۔ بادشاہ کی طرف پشت رہی۔ پھر اپنا سر اٹھایا۔ اور گھوم کر بادشاہ کی طرف پھر گئے۔ بادشاہ ان کی اس ترکیب سے بہت مرعوب ہوا۔

حسن تدبیر سے دشمن کو شکست دینا

جب سکندر فارس سے پلٹ کر ہندوستان پر حملہ آور ہوا۔ تو ہندوستان کا راجہ ایک زبردست لشکر لے کر مقابلے پر آیا۔ جن میں ایک ہزار ہاتھی تھے۔ ان کے سونڈوں میں تلواریں بندھی ہوئی تھیں۔ سکندر کے گھوڑے ٹھہر نہ سکے، بھاگ نکلے۔ سکندر نے اس کا متبادل انتظام یہ کیا کہ تانبے کے ہاتھی بنوائے جو کھوکھلے تھے۔ پھر ان ہاتھیوں میں گندھک بھروا کر میدان جنگ میں پہنچایا۔ ہر دو ہاتھیوں کے مجسموں میں چھوٹی فوج کھڑی کی۔ جب جنگ شروع ہوئی تو گندھک کو آگ لگوائی۔ راجہ کے ہاتھی ان مجسموں پر پل پڑے۔ وہ تانبے کے ہاتھی خوب گرم ہو چکے تھے۔ وہ اپنی سونڈوں کو آکر مارتے وہ جلتی تھیں۔ سب ہاتھی بھاگ گئے اور راجہ کی فوج کو اس کے ہاتھیوں نے ہی روند ڈالا۔ سکندر اس حسن تدبیر سے ظفریاب اور فاتح بن گیا۔

قرب سلطاں آتش سوزاں بود

خلیفہ منصور کا وزیر ایوب الموریانی تھا۔ جب منصور اس کو طلب کرتا تھا تو گھبرا جاتا تھا۔ جب واپس آتا تو طبیعت بحال ہوتی۔ دوستوں نے کہا آپ کو شرف باریابی سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور امیرالمومنین آپ سے مانوس بھی ہیں۔ پھر آپ جب جاتے ہیں تو رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ ایوب نے کہا کہ میری اور تمہاری مثال ایک باز اور مرغ کی ہے۔ دونوں نے آپس میں مناظرہ کیا۔ باز نے مرغ سے کہا کہ میں نے تجھ سے زیادہ بے وفا نہیں دیکھا۔ تو ایک انڈے کی صورت میں لیا گیا۔ مالک نے تیرے سینے کا انتظام کیا تو بچہ بن کر نکلا، پھر تجھے دانہ اپنے ہاتھ سے کھلایا۔ تو بڑا ہو گیا۔ اب تو مالک کے قابو ہی نہیں آتا۔ کبھی اس دیوار پر کبھی اور کہیں بھاگ جاتا ہے۔ مجھے پہاڑوں سے پکڑتے ہیں، ایک دو دن قید میں رکھتے ہیں، پھر شکار پر چھوڑتے ہیں۔ شکار پکڑ کر مالک کے پاس لاتا ہوں۔

مرغ نے کہا کہ اگر تو سیخ پر دو باز لگے ہوئے دیکھتا تو پھر ان کے پاس کبھی لوٹ کر نہ آتا۔ میں ہر وقت سیخوں کو مرغوں سے بھری ہوئی دیکھتا ہوں مگر پھر ان کے ہاں رات بسر کرتا ہوں۔ میں تجھ سے زیادہ وفادار ہوں۔

ایوب نے کہا۔ اگر تم منصور کی عادات کو اس قدر

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶۳

منظور شدہ [illegible] مورخہ [illegible] ۱۹۵۹ء

محکمہ تعلیم ۳ کراچی بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۷۶۰۴۶ - ۹ DAS مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء (۲) راولپنڈی بذریعہ چٹھی نمبر ۳/۶/۵ - ۱۵۳۱۰ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء

پہچانتے جس قدر میں پہچانتا ہوں۔ اس کی طبعی کے وقت تمہارا حال مجھ سے بھی زیادہ خراب ہوتا۔

نفسیاتی لطیفہ

محقق طوسی کی جب ہلاکو خان تاتار تک رسائی ہوئی تو ایک رصد خانہ کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا اور ہلاکو خان سے ذکر کیا۔ اس نے کہا کیا خرچ آئے گا۔ حساب لگا کر لاکھوں روپوں کے مصارف بتائے۔ ہلاکو خان نے کہا۔ اس فضول خرچی سے کیا فائدہ؟ طوسی ناراض ہو گیا۔ سوچا کہ ہیئت و نجوم کے مسائل اب اسے کیسے سمجھاؤں۔ کہا۔ ستاروں کا حال اسی رصد خانے سے معلوم ہو گا۔ آئندہ واقعات کے متعلق پیشین گوئیاں ہوں گی۔ ہلاکو نے کہا۔ بالفرض اگر کسی جنگ میں مجھے شکست ہونے والی ہو۔ نجوم سے اس کا علم قبل از وقت ہو جائے۔ کیا یہ ممکن ہو گا کہ ہم اس شکست کو فتح میں تبدیل کر سکیں گے؟ طوسی نے کہا ناممکن بات ہے۔ ہلاکو نے کہا پھر اس پیشین گوئی کا کیا فائدہ؟ طوسی گھبرا گیا۔ لیکن فوراً جواب دیا اور کہا۔ آپ حکم دیں کوئی آدمی طشت چھت پر لے جا کر اس وقت جب ہم سب اور آپ درباریوں کے ساتھ بیٹھے ہوں زور سے نیچے گرائے۔ آپ یہ کریں تب جواب عرض کروں گا۔ ہلاکو خان نے یہ کیا۔ طوسی اور ہلاکو خان کو طشت کا حال معلوم تھا وہ دونوں جم کر بیٹھے رہے لیکن دیگر ارکین دربار بھاگ نکلے کھلبلی مچ گئی، طوفان بدتمیزی بپا ہو گیا۔ اب طوسی نے ہلاکو خان سے کہا۔ دیکھئے ہم اپنی جگہ سے ہلے نہیں۔ لیکن دوسرے بدحواس ہو کر۔ ادھر ادھر کیوں بھاگے؟ ہلاکو خان نے کہا، ہم دونوں کو طشت گرنے کا علم تھا۔ پریشانی ہونے کی کیا ضرورت تھی؟ بس نجوم سے آئندہ واقعات کا علم جن لوگوں کو حاصل ہوتا ہے وہ واقعات کو ٹال تو نہیں سکتے لیکن وہ اسی طرح مطمئن رہتے ہیں جس طرح ہم دونوں مطمئن تھے۔ ہلاکو خان کو بات سمجھ آ گئی اور رصد خانہ تعمیر کروا دیا۔

(ہندوستان میں نظامِ تعلیم و تربیت حصہ اوّل)
از مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیئر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔